

## سپریم کورٹ آف پاکستان

### پریس ریلیز

مورخہ 10.05.2013

سپریم کورٹ نے ریکو ڈیک کیس کا تفصیلی فیصلہ جاری کر دیا۔ آج سپریم کورٹ آف پاکستان نے ریکو ڈیک کیس کا تفصیلی فیصلہ جاری کیا ہے یہ کیس چیف جسٹس آف پاکستان جناب جسٹس افتخار محمد چوہدری کی سربراہی میں تین رکنی بینچ جس میں جسٹس گلزار احمد اور جسٹس شیخ عظمت سعید بھی شامل تھے، نے سنا تھا۔ اس کیس کا مختصر فیصلہ 7.1.2013 کو سنایا گیا تھا۔ ایک سو انچاس صفحات پر مشتمل فیصلہ جس میں تفصیلی اسباب دیے گئے ہیں جناب چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے تحریر کیا ہے۔ پورا فیصلہ سپریم کورٹ کی ویب سائٹ [www.supremecourt.gov.pk](http://www.supremecourt.gov.pk) پر بھی موجود ہے۔

حکم نامے کے کچھ اہم مندرجات درج ذیل ہیں:-

### فیصلہ

افتخار محمد چوہدری، CJ اوپر بیان کیے گئے معاملات کو اس عدالت نے مختصر فیصلہ دیتے ہوئے مورخہ 07.01.2013 کو حقائق کی روشنی میں جس کی وجوہات بعد میں بیان کی جائیں گی۔ نپٹا دیا تھا۔ یہ فیصلہ پہلے ذکر کیے گئے مختصر فیصلہ کے متعلق وجوہات بیان کرتی ہے۔

3. مورخہ 29.07.1993 کو بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی، (BDA) ایک قانونی کارپوریشن کے طور پر بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ، 1974 کی دفعہ (2)3 کے تحت قائم ہوئی جس کا یہاں بعد میں BDA Act, 1974 کے طور پر حوالہ دیا گیا۔ جو کہ مشترکہ کام / مقصد کے معاہدہ میں جس کو "the Chagai Hills Exploration Joint Ventrure Agreement" (CHEJVA) کہا جاتا ہے میں مدعا علیہ، (BHP) BHP Minerals Intermediate Exploration Inc. کے ساتھ شامل ہوئی۔ جو کہ کہا جاتا ہے کہ USA کی ریاست Delaware میں رجسٹرڈ شدہ ہے اور معدنیات کی دریافت کا کام کرتی ہے جیسا کہ ریکوڈک کے علاقے میں کا پر اور سونے کو دریافت کر رہی ہے۔

4. مورخہ 04.03.2000 کو تین پارٹیوں کے درمیان Addendum No. I کے تحت معاہدہ ہوا۔ جن میں گورنر بلوچستان،

صوبہ بلوچستان کی جانب سے، جیسا کہ "GOB" کا حوالہ دیا گیا۔ اور بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی جو ایک قانونی کارپوریشن BDA Act, 1974 کے تحت قائم اور زیر اثر وجود رکھتی ہے۔ اور BHP Minerals جیسا کہ بیان کیا گیا کہ اس تناظر میں، CHEJVA، کے تحت BDA کے کردار کی اور معاملات اور اقدامات جو BDA نے اس سلسلے میں کیے ہیں کی وضاحت کی جائے۔ اور CHEJVA کی کئی شکوں کو تبدیل کیا جائے، یہ CHEJVA میں بیان کی گئی شکوں کی تعریفیں اور تشریحات بیان کرتی ہے اور BDA's کی بطور GOB's ایجنٹ کے طور پر تقرری کے کردار کی وضاحت کی جائے، جو کہ GOB پر مکمل طور پر ذمہ داری عائد کرتا ہے اور اس کے GOB سمجھا جائے گا۔ اور کلاز 1.1 میں جو کہ الحاق کے لفظ کی تعریف کرتا ہے کام کے علاقے کی موجود فنڈ کی ترسیل ابتدائی تاریخ، برابر حصہ، معدنی ترقی، معدنی تلاش، معدنیات، شراکتی نفع، شراکتی فریق، فریقین، فیصدی نفع، مشترکہ لائسنس، منتقلی، آرٹیکل 2 کی اس حد تک نظر ثانی کی جائے کہ جو شرائط ذیلی شکوں (i) 2.1 اور CHEJVA (ii) میں بنائی گئی ہیں قابل اطمینان ہیں یا ختم کردی گئی ہیں۔ متبادل شقیں 3.2 نے آرٹیکل 5, 7, 8, 9, 11, 12, 14, 15 اور 22 میں ترمیم کردی ہے۔

5. مورخہ 28.04.2000 کو BHP نے Mincor Resources کے ساتھ ایک لازمی معاہدہ کیا جو کہ مغربی آسٹریلیا کی تجارتی کمپنی ہے اور جس کا تجارتی علاقہ پر تھ میں واقع ہے۔ معاہدہ کے آرٹیکل 2.1 فریقین کے لیے ایک راہ متعین کرتی ہے کہ وہ اس مقصد کے لیے دریافتی اتحاد کرے۔ جس کے تحت Mincor کو اختیار حاصل تھے کہ وہ معدنیات کو تلاش کرے۔ ترقی دے Exploit کرے اور حاصل کرے اور قبضہ میں رکھے۔ اس لائسنس کے تحت جو اسے BHP اور اس کے شریک GOB کی طرف سے دیا گیا ہے یا وہ دریافتی لائسنس پر جو کہ کسی بھی ایک پارٹی کو علاقہ میں حاصل ہے آرٹیکل 2.2.1 مہیا کرتا ہے کہ 100 ڈالر معاوضہ کے عوض Mincor کی جانب سے BHP کو Minor, BHP کو مکمل اور قلعی اختیار اور نیلامی دے اور عرصہ نیلامی دوران BHP کے ساتھ اتحاد رکھے آرٹیکل 2.24 BHP کو پابند کرتا ہے کہ Micor ایک Specialized کمپنی تشکیل دے جو کہ Tethyan Copper company (TCC) کے نام سے جانی جاتی ہے کی مالی معاونت کرے اور مشترکہ معاہدہ پر عمل کرے۔ BHP کو اختیار ہے کہ وہ کوئی بھی فیصلہ کرے Mincor کے ساتھ یا TCC کے ساتھ جانشین بنانے کے لیے اتحادی معاہدہ کی شرائط Option Agreement کے آرٹیکل 3 میں بیان ک گئی ہیں Mincor option مکمل اور قلعی اختیار دیتا ہے Mincor کو یا اس کے جانشین کو کہ وہ علاقہ میں کا پر اور سونے کی دریافت کے متعلق BHP کے ساتھ اتحاد کرے۔ آرٹیکل 3.3 حصول اور Clawback حقوق کے متعلق ہے یہ بیان کرتا ہے کہ Clawback کے حقوق دریافت کے دوران کسی بھی اہم معدنیات کا وقوع پذیر ہونا اس اتحادی معاہدہ کی شرائط کی روشنی میں لاگو ہوتے ہیں یا Mincor کی جانب سے سروے ایریا کے کسی حصہ میں بھی تبدیلی لائی جائے

6. 24.10.2000 کو، TCC نے Mincor کے نمائندہ کے طور پر، Mincor option کو استعمال کرتے ہوئے، اور مورخہ

19.04.2002 کو مشترکہ معاہدہ کیا۔ 03.09.2002 کو، BMR 2002 کے نفاذ کے بعد، TCCP نے کاپر، سونا اور منسلک شدہ معدنیات ضلع چانگی کے 973.75 km کے علاقے پر دریافت کرنے کے لیے (EL) Explorution Licence کے لیے اپلائی کیا اور مورخہ 09.09.2002 کو بذریعہ لیٹر EL-5 جاری کیا گیا۔ TCC نے BHP کے US\$60million کے Clowback کے حقوق بھی خریدے۔ Atacama نے TCC کو خریدا، 50% کے حساب سے Antofagasta نے اور 50% کے حساب سے بارک گولڈ کنینڈا نے خریدا 2006 میں Antofagasta ایک چیلین کمپنی، بذریعہ زیر اثر Atacoma complxr Pvt, Ltd, یونائیٹڈ کننگڈم میں رجسٹرڈ ہوئی نے TCC کے شیرز خریدنے کے لیے آفر دی اور اس آفر کو TCC کے بورڈ نے قبول کر لیا اسی طرح Antofagasta نے بذریعہ Atacoma AUD 220 million کے عوض TCC کے تمام شیرز حاصل کر لیے۔

7۔ مورخہ 1-4-2009 کو صوبہ بلوچستان کی طرف سے گورنر بلوچستان، بلوچستان ترقیاتی ادارے اور BHP اور آسٹریلیا کی کمپنی TCC کے درمیان معاہدہ طے پایا۔ معاہدے کی تحریر سے پتا چلتا ہے کہ حکومت بلوچستان کو بلا واسطہ طور پر BDA کے ذریعے ایک طرفہ طور پر پابند کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ زور دیتی ہیں کہ حکومت بلوچستان بذریعہ چیئر مین BDA اور BHP، CHEJVA کی فریق ہیں اور بتاتی ہیں کہ معاہدے کے فریقین نے CHEJVA کو موثر بنانے کے لیے معاہدے کرنے میں آمادگی ظاہر کی تاکہ TCC کو BHP سے اس متبادل معاہدے میں موجود شرائط کے تحت تبدیل کیا جائے۔ یہ مزید بتاتا ہے کہ TCC 'BHP کی جگہ لیتے ہوئے' BHP کے CHEJVA کے تحت تمام حقوق اور فوائد سے بھی مستفید ہوگی۔ اور حکومت بلوچستان اور TCC 25% اور 75% کے حساب سے مستفید ہونگے۔ لہذا BHP کا 75% معاہدے تحت اور EL-5, TCC کو ٹرانسفر کر دیئے گئے۔

8۔ TCC نے پاکستان میں اپنے آپریشن اپنی برانچ آفس جو کہ بورڈ آف انوسٹمنٹ کے ساتھ رجسٹرڈ ہے کے ذریعے شروع کئے۔ اس نے پاکستان میں ایک مقامی ذیلی برانچ TCCP کے نام سے کھولی۔ دسمبر 2007 میں TCCP پاکستان کے الحاق کے لیے لاہور ہائی کورٹ سے رجوع کیا۔ جو کہ اس وقت تک اکھٹا کام کر رہے تھے۔ نتیجتاً 11.04.2008 کو اسلام آباد ہائی کورٹ نے، جہاں کیس ٹرانسفر کیا گی، نے دونوں کمپنیوں کو معاہدے کے تحت الحاق کی اجازت دے دی۔

9۔ سال 2006 میں مولانا عبدالحق وغیرہ نے بلوچستان ہائی کورٹ میں آئینی درخواست نمبر 892/06 دائر کی جس میں حکومت بلوچستان نے CHEJVA 'validity of Act of Relaxation' کی قانونی حیثیت اور BHP کی مقرر وقت میں تلاش میں ناکامی کو چیلنج کیا۔ سائل نے اس کیس میں مندرجہ ذیل دادرسی کی استدعا کی:-

ان حالات میں مودبانہ طور پر یہ استدعا کی جاتی ہے کہ معزز عدالت یہ قرار دے کہ تمام معاہدات جو CHJV کے 1992-93 کی بنیاد پر شروع ہوئے بشمول تمام لائسنس اور رعایتیں جو کسی بھی مدعا علیہ کو دی ہیں۔ اور ریکوڈ ایک کے جو کہ اب تک (آیا مکمل یا ناکمل) ہیں جو کہ مدعا علیہ نمبر 4 کو 5 کی طرف سے اور 4 کا مفاد ریکوڈ ایک میں مدعا علیہ نمبر 5 اور 7 کی طرف سے ہے وہ غیر قانونی، آئین سے متصادم ہے اسے کالعدم قرار دیا جائے۔ یہ معزز عدالت اس کے مطابق یہ حکم صادر کرے کہ ریکوڈ ایک کیس کو آئین کے عین مطابق حل کیا جائے اور اس کے لئے قانون اور پالیسی کے مطابق بولیاں لی جائیں۔ مزید کوئی اس کیس کے مطابق دادرسی دی جائے اور مناسب تفتیش و تحقیق کے بعد مدعا علیان سے غیر قانونی طور پر حاصل ہونے والے منافع کو واپس دلایا جائے۔

10۔ معزز عدالت نے مورخہ 26.6.2007 کے حکم کے تحت آئینی درخواست خارج کر دی اور CHEJVA کو BMCR 1970 کی نرمی اور حکومت بلوچستان اور BDA کی تمام کاروائیوں کو قانونی اور جائز قرار دیا۔ ان سائلین نے ہائی کورٹ کے اس حکم کے خلاف سپریم کورٹ میں CP.796/2007 دائر کی۔ اس کے بعد دوسرے سائلین نے آئین کے آرٹیکل (3) 184 کے تحت براہ راست سپریم کورٹ میں آئینی درخواستیں دائر کیں۔ جن میں BHP/TCC کو لائسنسوں کے اجراء پر اس بنیاد پر سوال اٹھایا گیا کہ ان میں شفافیت کی کمی ہے اور قانون اور قواعد کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور ان لائسنسوں کے اجراء میں بلوچستان اور حکومت پاکستان کے اہم مفادات کو دواء پر لگایا گیا ہے۔ مختلف پارٹی بننے کی متفرق درخواستیں بھی دائر کی گئیں۔ تمام پیشینہ اور متفرق درخواستیں اکٹھی سنی گئی اور ایک مختصر حکم کے تحت جس کا حوالہ شروع میں دیا گیا ہے کے تحت نمٹا دی گئیں۔

17۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ CHEJVA کے آرٹیکل 16 بتاتا ہے کہ اس معاندے پر لاگو ہونے والا قانون پاکستان کا قانون ہے جس پر فریقین آمادہ ہیں جو کہ بین الاقوامی قانون کے مطابق ہے مندرجہ بالا دلائل جو کہ سائلین کے معزز وکلاء نے دئے وہ قابل تعریف ہیں اور پہلے یہ دیکھتے ہوئے کہ CHEVJA نے بنیادی آئین سازی جو کہ کان کنی کے حقوق کے متعلق ہے سے کتنا انحراف کیا ہے۔ ہم نے ریکارڈ کا جائزہ لیا ہے جو کہ ان رعایات سے متعلق ہے جو کہ BHP اور CHEVJA اور اس کی مختلف دفعتات کے تحت حاصل کیں۔ اس حوالے سے یہ بات اہم ہے کہ جناب مارٹن ہیرس جو کہ BHP کیا آسٹریلیا سے وکیل ہیں انھوں نے مورخہ 16.9.1993 کو BHP کے ہیڈ لیٹر پر BDA کو کہا کہ وہ مائنز کمیٹی سے کچھ قوانین کو نرم کرنے کے لئے رجوع کرے۔

18۔ BHP کے خط کی تعمیل میں، BDA نے خط مورخہ 20.10.1993 حکومت بلوچستان سے درخواست کی کہ وہ BHP کے خط میں مذکور قوانین میں نرمی کرے ... ..

19- مندرجہ بالا کی تعمیل میں PDWP نے اپنے اجلاس منعقدہ 30.10.1993 میں معاملے کو زیر غور کیا ...

20- اس کے بعد محکمہ صنعت، تجارت اور معدنی وسائل، حکومت بلوچستان نے بذریعہ نوٹیفیکیشن مورخہ 30.01.1994 BHP کو 13 رعایتیں دیں تاکہ یہ معدنی وسائل کی تلاش کا کام بغیر کسی رکاوٹ کے کر سکیں مذکورہ نوٹیفیکیشن مندرجہ ذیل ہے:-

"گورنمنٹ آف بلوچستان

انڈسٹریز، کامرس اور منرل ریسورسینز ڈیپارٹمنٹ

بتاریخ کوئٹہ 20 جنوری 1994

نوٹیفیکیشن

Rule 98 کے Minning Consession Rules 1970 No:S.O (MR)5-9/94.254.60.

توثیق کردہ اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے حکومت بلوچستان BHP کمپنی کو قوانین میں مندرجہ ذیل چھوٹ بحیثیت خاص معاملہ دے رہی ہے تاکہ بغیر کسی پیچیدگی کے تلاش کا کام کر سکے:

1. Garnt of Exploration Areas
1. Area available for prospecting Licence.
2. Application for prospecting Licence.
3. Satisfaction of Conditions attaching to prospecting Licences.
4. Exclusive right.
5. Other Minerals.
6. Government rights pre-emption acquisition merger, and taking control in national emergency.
7. Assignment.
8. Application for Mining Licence.
9. Royalty.
- 10 Penalties compensation and cancellation.

11. Employment and training.

12. Mining Lease.

21. BHP کے وکیل مارٹن حارث کا مذکورہ بالا خط ایک طرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ BHP نہ صرف قانون کی نافذ کردہ پابندیوں سے اچھی طرح واقف تھی لیکن وہ مستقبل میں آنے والی حکومتوں کو بھی اس بات کا پابند کر رہے تھے کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کی توثیق کرے جب کہ دوسری طرف BHP کی طرف سے لکھے جانے والا خط TCC کی جانب سے پیش ہونے والے فاضل وکیل کی اس دلیل کی نفی کرتا ہے کہ حکومتِ بلوچستان نے مدعا علیہان کہہ بغیر اپنی مرضی سے رعایات دیں یہ رعایات جو کہ مستثنیٰ نوعیت کی تھیں۔ قوانین کے اطلاق سے BHP اور پورے CHEJVA منصوبے کو دی گئیں جو کہ BMCR 1970 کے Rule 3 کے اطلاق کے بغیر دی گئیں جس میں BMCR 1970 کے تمام ٹھوس پہلوؤں کو بے اثر کر دیا۔ اس ضمن میں یہ چیز قابل ذکر ہے کہ Act XXIV of 1948 کی شق 5 حکومت کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ قوانین میں اس ایکٹ کے تحت استثنیٰ دے اس لیے BMCR 1970 کے تحت کوئی بھی دیا گیا استثنیٰ Act 1948 کی شقوں کے مطابق ہونا چاہیے جو کہ اس موضوع پر ایک بنیادی قانون ہے Act 1948 کی شق 5 کے مطابق کوئی حکومت مشتہر کردہ حکم کے ذریعے یہ اعلان کر سکتی ہے کہ کوئی معدنیات یا معدنی تیل یا اس کی کوئی قسم، اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قوانین کی شقوں سے کلی یا جزوی طور پر مستثنیٰ ہوگی یا یہ کہ ایسے قوانین ایسی ترامیم یا ایسی شرائط کے تحت لاگو ہونگے جو کہ اس حکم میں بیان کردہ ہوگا۔ اس لیے، معدنیات یا معدنی تیل یا اس کی کسی قسم کو تمام یا کسی قوانین سے ترمیم یا بغیر ترمیم کے صرف کسی حکومت کو مستثنیٰ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ جیسا کہ وفاقی حکومت کو ایٹمی مادہ کی کانوں، تیل اور گیس کے ذخائر اور معدنی تیل اور گیس کی ترقی کے سلسلہ میں اور صوبائی حکومت کو دوسری کانوں اور معدنیات کی ترقی کے سلسلہ میں۔ موجودہ مقدمہ میں حکومتِ بلوچستان معدنیات یا کسی بھی قسم کی معدنیات کے سلسلہ میں استثنیٰ کا اختیار رکھتی ہے Act 1948 کی شق 2 کے تحت کوئی بھی حکومت تمام یا کسی بھی معاملہ جیسا کہ وہاں بیان ہوا، کے لیے قانون سازی کا اختیار رکھتی ہے Act 1948 کی شق 2 کے تحت دیئے گئے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے BMCR 1970 وضع کیا گیا۔ مذکورہ قوانین کے Rule 3 کے مطابق حکومت کی سابقہ منظوری کے بغیر معدنیات کی تلاش کے لیے کوئی لائسنس اور کانوں یا معدنیات کا ٹھیکہ، سوائے قانون کے مطابق نہ دیا جائے گا۔ بلاشبہ BDA-BHP نے کوئی ایسی منظوری، جیسا کہ Rule 3 میں بیان ہے نہیں لی۔ بجائے اس کہ BDA-BHP نے ایک مشروط معاہدہ کیا بشرطیہ وہ آرٹیکل 2 کے تحت ضروری منظوری اور رضامندی لیں گے۔ اس کے بعد CHEJVA میں مذکورہ قانون پر انحصار کرتے ہوئے BMCR 1970 کی مذکورہ شقوں میں رعایت کیلئے معاملہ BMCR کے Rule 98 کے تحت بھیجا گیا۔ 98 کی شقوں کے مطابق حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کوئی ایک یا ان قوانین کی ساری شقوں میں انفرادی دشواری اور تحریر شدہ خصوصی حالات اور اپنی طرف سے مقرر کردہ قواعد و ضوابط کے تحت رعایت دے۔ Rule 98 کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ BMCR 1970 کی کسی بھی شق کو انفرادی دشواری اور تحریر شدہ خصوصی حالات میں رعایت دیتا ہے اور یہ رعایت بھی کچھ قواعد و ضوابط مقرر کرنے کے بعد دی جائے گی۔ پس قانونی نرمی کے دیکھتے ہوئے جسکا

فریق مطالبہ کرتی ہے یہ ضروری ہے کہ (hardship) کا مقدمہ بنایا جائے اور مخصوص حالات ظاہر کریں۔ جو اس قسم کے اختیارات کے استعمال کرنے کی ضمانت دیں اور مجاز اٹھارٹی ان اختیارات کے استعمال کرنے کے لئے وجوہات کو بھی ریکارڈ پر لے آئیں یہ قانون کے تحت عام ضرورت ہے کہ مخصوص مشکل حالات میں قانون میں نرمی کی جاتی ہے۔ چیف سیکرٹری پنجاب Vs عبدالروف دستی 2006 SCMR 1876 ملاحظہ کریں۔

23۔ موجودہ کیس میں جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا۔ DBA کے خط مورخہ 23.10.1993 کے مطابق جو معافی کے لئے کیس پیش کیا وہ یہ کہ معاہدے کے شق نمبر 2 کے شرائط و ضوابط کے تحت معاہدہ مشروط تھا۔ BDA کو معاہدہ مستخط کرنے کے چھ ماہ کے اندر صوبائی یا وفاقی حکومت سے رضامندی / منظوری لینی تھی ورنہ معاہدے بالکل ختم ہو جاتا۔ BHP کو تو ائند کا جائزہ اور نظر ثانی کرنے سے پہلے حکومت می رضامندی اور منظوری کی تصدیق کی کوشش کی گئی تھی۔ مشترکہ کاروبار کو جاری رکھے۔ ایک خریدہ اعلامیہ کے ذریعہ اس ضمانت کے ساتھ کہ Notified Order کو منسوخ یا متروک نہیں کیا جائیگا۔ BMSR 1970 کا قاعدہ 98 حکومت کو اختیار دیتا ہے کہ ضوابط و شرائط کے مطابق قانون کو نرم کیا جائے اور متعلقہ قاعدوں میں مخصوص حالات کے لئے چک پیدا کیا جائے۔ BDA کے خط کے مواد کو سرسری دیکھنے سے نظر آتا ہے کہ نہ BHR نے اور نہ BDA نے قانون میں نرمی حاصل کرنے کے لئے قاعدہ نمبر 98 کے تقاضوں کو پورا کیا ہے جس سے hardship یا مخصوص حالات کا کیس ظاہر ہوتے ہوں بلکہ صرف یہ کہا گیا ہے۔ کہ اس کی پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے اس پراجیکٹ کے لئے مطلوبہ قانون کو نرم کیا جائے جیسا کہ ذکر کیا گیا BDA کی درخواست پر پہلے PDWP کی میٹنگ میں غور کیا گیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ محکمہ صنعت relocation دے گا اور بعد میں notification مورخہ 20.01.1994 جاری ہو گیا جو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ GOB نے قاعدہ 98 کے تحت اختیارات استعمال کرنے ہوئے مطلوبہ قوانین میں نرمی کر دی لیکن دوبارہ hardship کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اور نہ مخصوص وجوہات کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ مجاز اٹھارٹی ان قوانین و ضوابط کا تعین کا ذکر کرنے میں بھی ناکام ہوئی ہے۔ جن کی وجہ سے مطلوبہ قوانین میں چک مانگی گئی تھی۔ اس کیس میں قاعدہ 98 کے تقاضوں کو پورا کیے بغیر تمام نرمیاں / چک دینے میں اختیارات کے ناجائز استعمال کیا گیا ہے جو قانون کے وسعت سے ماری ہے اسلئے 1970 BMCR کے قاعدہ 98 اور Act 1948 کے دفعہ 5 کو پڑھتے ہوئے مذکورہ اختیارات سے تجاوز ہے۔ اور غیر قانونی ہے۔ جو نرمی دی گئی ہے CHEJVA کے پاس اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے اور نتیجتاً ایسا معاہدہ کر بیٹھے جو قانون کے خلاف ہے پس ناقابل عمل ہے۔

24۔ CHEJVA کی تمام اہم دفعات اس بھروسے پر بنائی گئیں تھیں جو آسانوں کے تحت تھیں جو کہ شروع سے آخر تک غیر قانونی تھیں، اس معاہدے کا ناجائز ہونا اسکی بنیاد سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس طرح کے معاہدے کا کوئی حصہ آزاد نہ طور پر لاگو ہونے اور علیحدہ کرنے کے اصول کو اس کے کسی حصہ کو بچانے کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ یہ معاہدہ اس وجہ سے قانون کے تحت قلی طور پر باطل اور غیر نافذ العمل ہے۔

25- CHEJVA کا معائنہ / مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ BHP اور BDA نے اپنے منشور سے تجاوز کیا اور موجودہ گنجائش سے زیادہ استعمال کیا یعنی پاکستانی قانون کے تحت تمام ضروری رضامندی اور منظوری اور مستقبل میں کان کنی کے منصوبے میں سرمایہ کاری کے لئے مالی مقدار کے طور پر سب کو یقین دہانی فریقین کے حصول / وصول کرنے بذریعہ مجاز حکام جو کہ وفاقی یا صوبائی حکومت کے چھ ماہ کے اندر معاہدہ کرنا تھا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ BHR/BDA's کی گزارشات کے برعکس غلط بیانیوں نے گورنمنٹ آف بلوچستان کے حکام کو آسانیاں دینے پر مجبور کیا چونکہ رضامندی، منظوری کی اصطلاح یا یقین دہانیاں مالی مقدار میں استعمال کی گئیں CHEJVA کی مندرجہ بالا زلی شقوں میں کوئی مترادف نہیں ہیں اصطلاح "آسانی" کے کوئی رضامندی، منظوری یا یقین دہانی متعلقہ حکام کی رضامندی سے ملک کے قانون کے تحت کیا جائے گا۔ اس نقطہ نظر کی CHEJVA کے آرٹیکل 16 نے ضمانت دی ہے جس کے مطابق جو قانون اس معاہدے پر لاگو ہے وہ پاکستانی قانون ہے جس کو عالمی قانون کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ یہاں ذکر کیا جاسکتا ہے کہ CHEJVA کی زلی شق 24.6.2 فراہم کرتی ہے کہ تمام فریقین ایک دوسرے کے ساتھ منصفانہ اور وفادار ہونگے اور ایسا عمل نہیں کریں گے اور نہ ہونے دینگے جو کہ مشترکہ مفادات کے خلاف ہو۔ جیسا کہ اوپر بیان ہے CHEJVA شق 2.2 کے تحت، BHP صرف رضامندی منظوری یا یقین دہانیوں کو حاصل کر سکتی تھی مگر کسی قانون میں نرمی حاصل نہ کر سکتی تھی بد قسمتی سے CHEJVA ہر شق کی نسبت میں BMCR 1970 کے سارے دفعات کے خلاف چل رہا ہے قوانین میں اجازت منظوری اور یقین دہانی کے نام پر چلک مانگی گئی ان کے BDA سے معاہدے کے شروع سے ہی BHP کے بارے میں اس لیے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ منصفانہ اور وفاداری سے کام کرتے ہیں جیسا کہ ظاہر دونوں فریق کے CHEJVA کی زلی شق 24.6.2 سے ظاہر ہوتا ہے

26- جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، مجاز تھارٹی نے بلٹ لسٹ کی شکل میں رعایات دی لیکن اس بات کو واضح نہیں کیا کہ یہ کن شرائط پر دی گئیں اور Rule 8 کو اپلائی کیا گیا یا نہیں۔ اس بات کو واضح نہیں کیا جاسکا کہ ایسے کون سے خاص عوامل تھے جن کی وجہ سے یہ تمام رعایات دی گئیں۔ یہ بات بھی واضح نہیں کہ رعایات کن شرائط و ضوابط کے تحت دی گئیں۔ مثال کے طور پر لفظ "حق ملکیت" 13 رعایات میں سے ایک ہے جبکہ CHEJVA میں ایک مخصوص آرٹیکل ہے جس میں حق ملکیت کی ادائیگی کا ذکر ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے، رعایات صرف مشروط طور پر دی جاسکتی ہیں جن میں فریقین کسی شکل کا ذکر کریں۔ موجودہ کیس میں صوبائی حکومت نے Rule 8 کے مخالف رعایات دی ہیں ایسی غیر قانونی رعایات کو بعد میں BMCR 1970 کے تحت قانونی تقاضوں کو توڑنے کے لیے استعمال کا ی گیا۔ یہ بیا کیا گیا ہے کہ جہاں کہی بھی مناسب قانونی طریقہ موجود ہو تو حکومت کی زمین کو بیچتے ہوئے یا کسی اور تصرف میں لاتے ہوئے اس کی شرائط کو پورا کیا جانا چاہیے۔ لیکن جہاں قوانین میں رعایت اس قانون کے خلاف دی جائیں تو پھر عدالتیں اس کی توثیق نہیں کر سکتیں۔ جیسا کہ کیس Abdul Haq and others Vs. Province of Sindh and others (PLD 2000 Karachi 224).



28۔ مندرجہ بالا دفعات 5.2, 5.3, 5.4 واضح طور پر BMCR 1970 کے Rules No.30, 31 اور 32 کی خلاف ورزی کرتی ہیں۔ Rule 30 کے تحت پہلی دفعہ Prospecting Licence ایک سال سے کم یا دو سال سے زیادہ عرصے کیلئے نہیں دیا جاسکتا، جبکہ Rule 31 کہتا ہے کہ لائسنس جاری کرنے والی اتھارٹی اپنی صوابدید پر Prospecting Licence میں توسیع کر سکتی ہے جو کہ ایک سال سے زیادہ نہ ہوتا کہ لائسنس ہولڈر کو یہ موقع فراہم ہو کہ وہ اپنا کام مکمل کر سکے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ لائسنس ہولڈر مجاز اتھارٹی کو ایک ماہ پہلے تحریری طور پر آگاہ کرے لیکن اس Prospecting Licence کا عرصہ تین سال سے زیادہ کا نہیں ہو سکتا۔ Rule 31 کے تحت توسیع کیلئے ضروری ہے کہ لائسنس ہولڈر اپنا کام Rule 32 کے ضابطوں کے مطابق سر انجام دے جو یہ کہتا ہے کہ لائسنس ہولڈر ہر لائسنس کے تحت آنے والے علاقوں میں کام کے بارے میں تین ماہ کے اندر اپنا پروگرام مجاز اتھارٹی کے سامنے پیش کرے اور اپنا کام تب شروع کرے جب یہ اسکیم منظور کر لی جائے۔ یہ مزید بیان کرتا ہے کہ لائسنس ہولڈر لائسنس کے مطابق علاقے میں Prospecting Scheme کے منظور شدہ پلان کے تحت کام کروائے گا۔ بد قسمتی سے مندرجہ بالا CHEJVA کی دفعات کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا۔

29۔ سائلین کی طرف سے یہ کہا گیا کہ CHEJVA کی دفعہ 5.6 جو کہ فریقین کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ لائسنس کی مدت کا خود تعین کریں اور جہاں تک منرلز کی دریافت کا تعلق ہے یا علاقے کے قبضے کی بات ہے، ہر لائسنس کا مقصد ہے کہ مشترکہ کاوشیں کی جائیں گی یہ BMCR 1970 کی دفعہ کے تحت نہیں آتا۔ ہم نے اس مسئلے کو BMCR 1970 کے Rule 27 کے تحت دیکھا ہے جو کہ لائسنس ہولڈر کو یہ پورا حق دیتی ہے کہ وہ Mine, Quarry, Bore اور تلاش وغیرہ کا کام کرے جو لائسنس کے مطابق اس کے دائرہ اختیار میں آتا ہو۔ یہ واضح ہے کہ قانون میں کان کنی کسی خاص دھات کے لیے ہوتی ہے نہ کہ وہ پورے علاقے کے قبضے کے لیے ہوتی ہے جس کے لیے PL دی جاتی ہے جو کہ لائسنس دار کو مشترکہ کاوشیں کرنے کے مقصد کیلئے ہوتی ہے۔ مختصر طور پر یہ کسی خاص دھات کی تلاش کے حق کیلئے ہے نہ کہ پورے علاقے کے قبضے کے لیے۔

30۔ Rule 38 کو دیکھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ Minning Lease کا حق غیر مشروط نہیں ہے بلکہ اس پر چند پابندیاں عائد ہیں جن میں Minning Lease کیلئے Rules کی پابندی، مجاز اتھارٹی کی مرضی کے تحت، کام کی ادائیگی، گورنمنٹ کے تمام واجب الادا بقایا جات کی بروقت ادائیگی اور تیسرے فریق کو معاوضے کی ادائیگی شامل ہے۔ جبکہ دفعہ 5.9 کے تحت لائسنس ہولڈر کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ Minning Lease کے دوران صرف مینجر کی مرضی سے Stage three یا Stage four کی سرگرمیاں سر انجام دے سکتا ہے اور اس کی توثیق Rule 38 کی دفعات کے بغیر حاصل کر سکتا ہے۔

32- CHEVJA کی شق 5.3.1 بتاتی ہے کہ فریقین صوبائی حکومت سے دریافت کے علاقے میں تلاش کا 50 مربع کلومیٹر کا مجموعی طور پر احاطہ کرنے والا لائسنس کسی بھی وقت معاندے کی مدت کے لئے حاصل کریں گے جبکہ شق 5.3.2 کے مطابق جہاں مشترکہ منصوبہ 10 تلاش کے لائسنسوں میں مجموعی طور پر 50 مربع کلومیٹر کے رقبہ پر کام کر رہا ہو تو وہ اسے مزید دریافت کے لائسنس حاصل کرنے کے لئے درخواست دینے کی اجازت نہ ہوگی تاوقتیکہ یہ پہلے سے موجود لائسنسوں میں موجود معاندہ اتنا رقبہ جو کہ نئے حاصل کرنے والے لائسنس میں موجود ہو مکمل یا ختم نہ کر لے۔ تاہم CHEJVA کی شق 5.10 بتاتی ہے کہ نقشے میں دیا گیا رقبہ (CHEVJVA کا شیڈول-B) دہرایا جانا چاہیے تاکہ یہ صیح طرح وقت کے ساتھ ساتھ وقوع پزیر اور بشمول ان لائسنسوں یا کان کنی کے پٹوں کی نظر ثانی اور تکمیل کے بارے میں موجودہ صورتحال بتائے۔ یہ واضح طور پر شق 5.3.1 کو کالعدم کرتی ہے جو کہ بتاتی ہے کہ ماسوائے اس کے جس کا حکومت نے فیصلہ کر دیا کھوج لگانے کا اجازت نامہ کسی ایسی جگہ کے لئے نہیں دیا جائے گا جو 10 مربع میل سے زیادہ ہو اور رول 42 جو کہ یہ بتاتا ہے کہ پٹہ کسی ایسی جگہ کے لئے نہیں دیا جائے گا جو کہ 5 مربع میل سے زیادہ ہو سوئے اس کیس میں جہاں حکومت کی طرف سے خاص استثناء دیا گیا ہے موجودہ کیس میں یہ ہوا کہ ابتدائی طور پر 50 مربع کلومیٹر کا رقبہ اجازت گرینڈ کو تلاش کے لئے دیا گیا جو کہ غیر قانونی طور پر BHP-BDA کی طرف سے کئے گئے مطالبے پر 1000 مربع کلومیٹر تک بڑھا دیا گیا۔ CHEJVA کا یہ حصہ غیر قانونی طور پر شامل کیا گیا جس نے معاہدہ میں ایک اور شکاف پیدا کیا۔

33- شق نمبر 5.11 مہیا کرتا ہے کہ شق نمبر 2.2 کی روشنی میں اور کان کنی کے قوانین کے اس معاہدے پر اطلاق کو دیکھتے ہوئے، فریقین کو صوبائی حکومت کے مصدقہ احکامات، ان معاملات کے لئے جو کہ جو کہ شق نمبر 5.2، ذیلی شق 5.3.1 شق نمبر 5.6، 5.9 اور 6.1 میں آتے ہیں میں دیکھے۔ یہ بھی نوٹ کیا جائے کہ شق نمبر 5.2 کے تحت فریقین کو اجازت ہے کہ وہ صوبائی حکومت سے شق نمبر 5.3 ذیلی شق نمبر کے تحت جو کہ کل 50 مربع کلومیٹر رقبہ کا تعین کرتی ہے۔ اس پر پہلی سٹیج کی سرگرمیاں شروع کرنے کے متعلق پوچھے۔ شق نمبر 5.6 کہتی ہے کہ فریقین کو صوبائی حکومت سے رقبہ کی خصوصی ملکیت کے بارے میں اضافی یقین دہانی لینی چاہئے اور یہ کہ تیسرے فریق کو مشترکہ منصوبے سے روکنا ہے۔ شق نمبر 6.1 کے تحت فریقین کو صوبائی حکومت سے مزید کھدائی سے انکار کے پہلے حق، یا مشترکہ منصوبے کے تحت کھودیے گئے رقبہ سے حاصل ہونے والی دوسری معدنیات پر تحقیق کے بارے میں پوچھا ہوگا۔ شق نمبر 6.4 کے تحت جہاں صوبائی حکومت کو مخصوص رقبہ سے حاصل ہونے والی دوسری معدنیات کے متعلق اپنے اختیارات کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔ مشترکہ منصوبے کے باوجود اپنے موجودہ معدنیات کے لائسنس کے تحت مزید مشترکہ منصوبہ کی سرگرمیوں کا حق رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ ایسی مشترکہ منصوبے کی سرگرمیاں بعض اوقات اس مشترکہ منصوبے کی سرگرمیوں سے مطابقت رکھتی ہیں جو کہ صوبائی حکومت دوسری معدنیات کے حوالے سے کرے۔ شق نمبر 6.5 کہتی ہے کہ جہاں شق نمبر 6.3.1 کے مطابق صوبائی حکومت دوسری معدنیات میں دلچسپی کے اختیار کو منتخب نہیں کرتی تو مشترکہ منصوبہ صوبائی حکومت کے نوٹس سے 90 دنوں کے اندر اپنے اختیار کو ذیلی شق نمبر

6.3.1 کی پیروی کرتے ہوئے استعمال کر سکتا ہے اور ایسا اختیار استعمال کرتے ہوئے یہ خاص طور پر دوسری معدنیات کی تلاش کے علاقے میں تلاش کے حق کے لئے درخواست دے سکتا ہے۔ یہ مزید بتاتا ہے کہ منصوبہ اپنے اختیار کو استعمال کرتا ہے۔ صوبائی حکومت فوری طور پر دوسری معدنیات کے لیے مزید تلاش کے اجازت نامے جاری کرے گی یا دوسری معدنیات کے سلسلے میں موجود لائسنس / اجازت نامہ میں تبدیلی کر کے اسے مشترکہ منصوبے کی سرگرمیوں کے انعقاد کے قابل کرے گی۔ رول 3 بتاتا ہے کہ سوائے حکومت کی گزشتہ اجازت کا کوئی لائسنس کسی معدنیات کے لیے اور کوئی پٹہ کسی کان اور معدنیات کے لیے نہیں دیا جائے گا اسکے برعکس جو کورلر میں موجود ہے رول 53 بتاتا ہے کہ اجازت گرہندہ اور پٹہ گرہندہ بغیر دیر کئے لائسنسنگ اتھارٹی کو دریافت سے متعلق اطلاع دیں گے یا کانوں کی زمین کے اندر جو کہ لائسنس کے تحت دی گئی ہو یا کسی معدنی نوعیت کا پٹہ جو کہ لائسنس میں واضح نہ ہو لیکن اسکا ان معدنیات پر کوئی حق نہ ہوگا تاویکہ ایک نیا لائسنس پا پٹہ ان افراد معدنیات کے سلسلے میں ان قوانین کے مطابق دیا گیا ہو۔ اجازت گرہندہ اور پٹہ گرہندہ تاہم لائسنسنگ اتھارٹی کی صوابدید پر ایسی دوسری رپورٹ کردہ افراد معدنیات کی تلاش کے لائسنس یا معدنی نوعیت کا پٹہ حاصل کرنے کے لیے ترجیحی حق سے لطف اندوز ہونگے۔ پس CHEJVA ایسی اوپر دی گئی دفعات رول 3 اور 53 کی دفعات کے برعکس ہونے کے باعث BHP-DBA نے دوسرے قوانین کے ساتھ قواعد میں نرمی کی درخواست دی اگرچہ CHEJVA کی شق 2.2 کے تحت وہ صرف رضا مندی، منظوری یا یقین دہانی کی کوشش کر سکتے ہیں نہ کہ قوانین میں نرمی کی۔ کسی تلاش کے لائسنس کے اجراء کے لیے پہلے کوئی اجازت رول 3 کے لحاظ سے حکومت سے حاصل نہیں کی گئی جو کہ اس کے برعکس BMCR-1970 کے مطابق ہو۔ یہ ایک لازمی ضرورت تھی جس کی غیر تکمیل نے تمام کام کو قانون کی نظر میں معدوم کر دیا۔

34۔ مزید اسی قسم کی قانون پر مبنی لائسنس کی تجدید ہوئی تھی ایک سال کے لئے 1998 اور 1999 میں، اور مدعا علیہ نمبر 8 کو بھی ریکورڈ کے علاقہ میں قانون پر مبنی لائسنس کی سہولت فراہم کر دی تھی۔ بجائے 3 سال کے 5 سال کے مدت فراہم دی گئی تھی رول (31) کے تحت تین سال سے زیادہ کی مدت کس طرح سے بھی فراہم نہیں کرنے دیں گے۔ یہ شق نئے لائسنس (PL-14) کے اجرا کو روکنے کے لئے قانون پر مبنی بتاریخ 21.02.2000 کو اس علاقے کے لئے جو کہ تقریباً (240620.20) ایکڑ پر محیط تھے۔ عرصہ 2 سال کے لئے اس شرط پر دے دیا گیا تھا کہ اس ایک سال کے عرصہ کو بغیر کسی قانونی نوٹس کے بڑھائیں گے اور اگر بڑھانا ہو تو ایک مہینہ پہلے نوٹس دینا ہوگا۔ یہ شق نمبر (30) BMCR 1970 کے قانون کے خلاف تھا۔ جو کہ بیان کرتے ہیں کہ (PL) کا عرصہ ایک سال سے زیادہ نہیں بڑھایا جائے گا۔

35۔ BMR 2002 مورخہ 09.03.2002 سرکاری نوٹیفکیشن کے لاگو ہونے اور وہ لائسنس اور ایگریمنٹ جو کہ BMR 2002 کے نوٹیفکیشن سے پہلے جاری ہونے تھے اور وہ سارے معاملات جو اُس وقت جاری تھے۔ شق نمبر 125 (BMR 2002) کی وجہ سے محفوظ رہے تھے اسی طرح کوئی بھی لائسنس لیز ایگریمنٹ یا تجدید جو وجود میں آئے تھے فوری طور پر موجودہ قانون کے تحت

جاری کئے جاتے اور اسی طرح سب کو اس قانون کے مطابق تجدید کئے جائے۔ یہ بات اہمیت کے حامل نہیں ہے کہ (BHP) کے پاس اُس وقت کوئی منرل ٹائٹل نہیں تھا BMR-2002 نوٹیفکیشن کے وقت جس طرح کہ PL-14 پہلے سے لینی (21.02.2002) کو ختم ہو چکی تھی اور مزید ان کی تجدید لینی کی گئی تھی۔ جیسا کہ (PL-14) کے مطابق اُن کو حق حاصل نہیں تھا۔ متعلقہ رولز کے تحت ان کے پاس معدنیاتی حق ملکیت نہیں تھا، جی۔ او۔ پی رولز 67 کے BMR-2002 کے تحت حق حاصل تھا کہ نیلامی کے ذریعے لوگوں کو مدعو کر کے اُس علاقے میں لائسنس کو تلاش کریں۔ بہر حال (GOB) نے اپنے استحقاق نہیں کیا اور بجائے (EL-5) لائسنس دینے کے ریکوڈک کے علاقے میں جو کہ مزید وہ چھ سال کے لئے تجدید ہو چکی تھی۔ TCC/BHP, CHEJVA کے تحت ریکوڈک کے علاقے میں تلاش سے مستفید ہونے تھے 1994 اور 1996 میں جو کہ اس کو پراسپیکٹنگ لائسنس اُسی علاقے کے لئے تقریباً عرصہ 5 سال کے اور تلاش لائسنس عرصہ 9 سال کے لئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ پراسپیکٹنگ / تلاش سہولت دیا گیا تھا (TCC/BHP) کو تقریباً عرصہ 17 سال کے لئے جو یہ سہولت ایک غیر معمولی اور ناجائز حمایت تھی (CHEJVA) کے مطابق۔

36۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، (CHEJVA) اور یہ پہلو دو قانونی کمپنیوں جن کے نام Talibuddin M/s Shakil Law Firm جو کہ فریقین کے طرف سے Addendum کی تصدیق مطالعہ کے لئے مشغول کی گئی تھی کے بیچ میں خط و کتابت کے دوران سامنے آیا۔ اور اس پہلو پر پہلے یہاں تفصیلاً بحث ہو چکی ہے۔ (CHEJVA) کی غیر قانونی حیثیت کو قانونی حیثیت دینے کے لئے (BHP) آڈینڈم کے نام پر ایک نیا معاہدے کرنے کی ناکام کوشش کی۔ جہاں دو اصل فریقین کی جگہ پر تین نئی فریقین کو متعارف کرانے کی کوشش کی گئی۔ معاہدہ (CHEJVA) غیر قانونی پائے جانے کے صورت میں فیصلے کے شروع والے حصے میں کالعدم قرار دے دیا گیا۔ اور اب (BHP) کے لئے اس معاہدے کے بنیاد پر جس کا نام آڈینڈم نمبر 1، خود اختیاری معاہدہ، منکور آپشن، لائسنس ایگریمنٹ، نویشن ایگریمنٹ یا ثانوی معاہدات کے ذریعے سے اپنا ڈھانچہ تعمیر کرنے کا کوئی جواز یا راستہ موجود نہیں ہے۔ نتیجتاً (BHP) کے طرف سے منکور، ایل سے TCC سے ایٹا کا ما سے بیرک گولڈ سے انٹوفا گسٹا سے TCCP کو تمام متعلقہ مفادات کا انتقال غیر قانونی لین دین پر مبنی ہے۔ جو کہ متعلقہ فریقین نے اپنی رسک پر سرانجام دیئے۔ یہ سب معاہدات باطل قرار دے دیئے۔

37۔ (CHEJVA) کی ذیلی شق 18.1 میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ معدنیاتی معاہدہ کے متعلق اور اس معاہدہ پر عمل پیرا ہونے کی بنا پر حاصل شدہ معلومات کو صیغہ راز میں رکھا جائے گا۔ یہ ذیلی دفعہ قاعدہ نمبر 39 کی خلاف ورزی کرتی ہے جس میں یہ درج ہے کہ اگر لائسنس دہندہ حکام کی موقع پر لائسنس رکھنے والے فریق سے جب وہ ذخیرے سے حاصل شدہ میٹریل بحوالہ حکام کرے گا تو جیالوجی کارگزاری کے دوران اس علاقے سے متعلقہ حاصل شدہ معلومات کو یا کسی ایسے علاقے سے متعلق معلومات جس علاقے کو معدنیاتی لائسنس نہ تھا وہ ساری معلومات لائسنس اتھارٹی کے ساتھ راز دانہ طریقے سے ظاہر کرے گا۔ یہ بات غور کئے جانے کے قابل ہے کہ (BHP) نے رول قاعدہ نمبر 39 کے متعلق کو رعایت کی استدعا نہ کی تھی۔ اور ذیلی دفعہ 18.1 اسی طرح پر تاثر اور قابل اطلاق / نافذ تھی۔ Annex (A)

کے مطابق مارٹن ہیری کے نام 16.09.93 کی چھٹی ہے۔ (BHP) نے یہ تجویز دی تھی کہ فریقین کو حاصل شدہ معدنیات کی مالیت کی دو فیصد کنفرم کی رائٹھی سے متعلق حکومت کی یقین دہانی حاصل کرنی چاہیے۔ اور یہ رائٹھی نیٹ سملٹر ریٹرن کے برابر ہوگی۔ مزید براہ ایک دفعہ جو رائٹھی طے کر لی جائے گی وہ قاعدہ نمبر 65 کے تحت اس مائنز کے عمر کے لئے ہی نوٹیفائی کر ہوگی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ 1970 BMCR کے رول نمبر 65 کا یہ تقاضا ہے کہ لائسنس دہندہ یا لائسنس رکھنے والا حکومت کے وقتاً فوقتاً جاری کردہ نوٹیفکیشن میں درج شرح ریٹ کے مطابق اس کے طرف سے تمام نکالی گئی معدنیات پر شرح رائٹھی ادا کرے گا۔ یہ رول اس بات کا تقاضا کرتے ہیں۔ کہ اگر مقررہ وقت کے اندر اندر رائٹھی ادا نہیں کی جاتی۔ تو وہ ماہ کا عرصہ بطور گریس پریڈ دیا جائے گا۔ اور اگر رائٹھی دوسرے ماہ کے بعد اگلے مہینے میں ادا کی جاتی ہے۔ تو اس پر چھ فیصد کے حساب سے جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ مزید براہ اگر رائٹھی بمعہ جرمانہ چوتھے مہینے کے اختتام تک ادا نہیں کی جاتی تو لائسنس دہندہ یا لائسنس رکھنے والے کو مزید جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ جس کا تعین لائسنس دہندہ حکام کریں گے اور اس کی حد پچاس ہزار تک ہو سکتی ہے۔ اور اگر پھر بھی یہ رقم ابتدائی واجب الادا سے لے کر چھٹی ماہ کے اختتام تک ادا نہیں کی جاتی تو لائسنس یا ٹھیکہ منسوخ تصور ہوگا۔ استدعا کی گئی رعایت اور زیر بحث متعلقہ رول کی ذیلی دفعہ کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ وہ سارا نظام جس کے تحت رائٹھی ادا نہ کئے جانے کی صورت میں اقدامات اٹھائے جانے تھے۔ وہ (CHEJVA) کے حق میں نظر انداز کر دیئے گئے۔ اس طرح کی رعایت رضامندی، مرضی، اجازت یا پھر یقین دہانی کے نام پر نہ ہی طلب کی جاسکتی ہے۔ اور نہ ہی عطا کی جاسکتی ہے۔ یہ ساری شق ہی غیر قانونی تھی۔

37- (CHEJVA) کی ذیلی شق 18.1 میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ معادنیاتی معاہدہ کے متعلق اور اس معاہدہ پر عمل پیرا ہونے کی بنا پر حاصل شدہ معلومات کو صیغہ راز میں رکھا جائے گا۔ یہ ذیلی دفعہ قاعدہ نمبر 39 کی خلاف ورزی کرتی ہے جس میں یہ درج ہے کہ اگر لائسنس دہندہ حکام کی موقعہ پر لائسنس رکھنے والے فریق سے جب وہ ذخیرے سے حاصل شدہ میٹریل بحوالہ حکام کرے گا تو جیالوجی کارگزاری کے دوران اس علاقے سے متعلقہ حاصل شدہ معلومات کو یا کسی ایسے علاقے سے متعلق معلومات جس علاقے کو معدنیاتی لائسنس نہ تھا وہ ساری معلومات لائسنس اتھارٹی کے ساتھ راز دانہ طریقے سے ظاہر کرے گا۔ یہ بات غور کئے جانے کے قابل ہے کہ (BHP) نے رول قاعدہ نمبر 39 کے متعلق کورعایت کی استدعا نہ کی تھی۔ اور ذیلی دفعہ 18.1 اسی طرح پر تاثر اور قابل اطلاق/ نافذ تھی۔

38- Annex (A) کے مطابق مارٹن ہیری کے نام 16.09.93 کی چھٹی ہے۔ (BHP) نے یہ تجویز دی تھی کہ فریقین کو حاصل شدہ معدنیات کی مالیت کی دو فیصد کنفرم کی رائٹھی سے متعلق حکومت کی یقین دہانی حاصل کرنی چاہیے۔ اور یہ رائٹھی نیٹ سملٹر ریٹرن کے برابر ہوگی۔ مزید براہ ایک دفعہ جو رائٹھی طے کر لی جائے گی وہ قاعدہ نمبر 65 کے تحت اس مائنز کے عمر کے لئے ہی نوٹیفائی کر ہوگی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ 1970 BMCR کے رول نمبر 65 کا یہ تقاضا ہے کہ لائسنس دہندہ یا لائسنس رکھنے والا حکومت کے وقتاً فوقتاً

جاری کردہ نوٹیفکیشن میں درج شرح ریٹ کے مطابق اس کے طرف سے تمام نکالی گئی معدنیات پر شرح رائٹلی ادا کرے گا۔ یہ رول اس بات کا تقاضا کرتے ہیں۔ کہ اگر مقررہ وقت کے اندر اندر رائٹلی ادا نہیں کی جاتی۔ تو وہ ماہ کا عرصہ بطور گریس پریڈ دیا جائے گا۔ اور اگر رائٹلی دوسرے ماہ کے بعد اگلے مہینے میں ادا کی جاتی ہے۔ تو اس پر چھ فیصد کے حساب سے جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ مزید براہ اگر رائٹلی بمعہ جرمانہ چوتھے مہینے کے اختتام تک ادا نہیں کی جاتی تو لائنس دہندہ یا لائنس رکھنے والے کو مزید جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ جس کا تعین لائنس دہندہ حکام کریں گے اور اس کی حد پچاس ہزار تک ہو سکتی ہے۔ اور اگر پھر بھی یہ رقم ابتدائی واجب الادا سے لے کر چھٹی ماہ کے اختتام تک ادا نہیں کی جاتی تو لائنس یا ٹھیکہ منسوخ تصور ہوگا۔ استدعا کی گئی رعایت اور زیر بحث متعلقہ رول کی ذیلی دفعہ کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ وہ سارا نظام جس کے تحت رائٹلی ادا نہ کئے جانے کی صورت میں اقدامات اٹھائے جانے تھے۔ وہ (CHEJVA) کے حق میں نظر انداز کر دیئے گئے۔ اس طرح کی رعایت رضامندی، مرضی، اجازت یا پھر یقین دہانی کے نام پر نہ ہی طلب کی جاسکتی ہے۔ اور نہ ہی عطا کی جاسکتی ہے۔ یہ ساری شق ہی غیر قانونی تھی۔

39۔ لین دین کے دوران BHP کو دی گئیں غیر واجبی حمایت مزید جاری رکھی گئیں۔ اور پہلے ہی سے CHEJVA کا غیر مناسب ذر (75: 25 فیصد سود) کئی بن بتائے طریقوں سے کم کیا جا رہا تھا۔ لیکن BHP کے فاضل وکیل نے روٹم پر ابھی بھی کلیم کرتا ہے کہ اُس کے موکل نے بدل میں اپنا حصہ لینا تھا اور GOB نے بغیر کچھ کیے اپنی فی صدی شرح سود حاصل کرنا تھی یہاں یہ اظہار بھی ممکن ہے کہ منرل ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹوریٹ نے بحوالہ خط مورخہ 19-07-1994 DBA کو مطلع کیا کہ لائسنسنگ اتھارٹی نے BDA/BHP کی التجا برائے ریزرویشن آف گولڈ ایریا قبول کی تھی۔ علاقے کی حدود میں رعایت کرتے ہوئے جیسا کہ BMCR 1970 کے منسلک 4 میں متعین تھی۔ اور نقشہ بھی برائے تین سال منظور کیا۔ اور اسے آئندہ مائینگ آپریشن شروع کرنے کے لئے 3347226 ایکڑ کے ایک علاقہ ضلع چاغی میں درج ذیل شرائط پر اجازت دی۔

(i) یہ کہ خط ہذا کے اجراء کے ایک ماہ کے اندر آپ مبلغ -/3347226 روپے بطور سالانہ فیس (پیشگی) بحساب 5 روپے کی بجائے بشرح معمولی 1 روپیہ فی ایکڑ جمع کرواؤ گے اس طرح آپ کو سالانہ فیس بشرح 4 روپے فی ایکڑ بہ رعایت رول 33 بلوچستان مائینگ کنسیشن رول 1970 سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

40۔ مذکورہ بالا خط میں یہ مزید ذکر کیا گیا تھا کہ مندرجہ بالا شرائط کی قبولیت کی صورت میں اگر مطلوبہ عمل درآمد وقت معینہ کے اندر نہ کیا گیا تو علاقہ کی ریزرویشن بلا کسی نوٹس ختم تصور ہوگی۔ اور اگر وہ ابھی بھی آئندہ لائسنسنگ مائینگ لیز کی خواہش رکھتے ہیں تو انہیں از سر نو درخواست دینے کی ضرورت ہوگی اور اس طرز کی درخواست پر دوبارہ غور کیا جائے گا اور متعلقہ رولز کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ حیرانگی کی بات ہے کہ اگرچہ BHP مذکورہ بالا شرائط بشمول ادائیگی سالانہ فیس اندر میعاد معینہ پر عملدرآمد میں ناکام ہوئی ہے۔ بلکہ بجائے ریزرویشن ختم تصور کرنے کے منرل ڈیپارٹمنٹ نے BDA کے خط مورخہ 11-08-1994 کی پیروی میں بحوالہ خط مورخہ

19-04-1994 تا 20 ايام کا وقت مذکورہ شرائط پر عمل درآمد کے لئے اس شرط پر دیا کہ مطلوبہ عمل پر توسیع شدہ وقت میں ناکامی کی صورت میں خط مورخہ 19-07-1994 دست بردار تصور کیا جائے گا۔ یوں لگتا ہے کہ مذکورہ بالا شرائط کی تعمیل نہ کی گئی ہے اور انڈسٹری کا مرس اور منرلر ریسوسز ڈیپارٹمنٹ نے بجائے اپنے خطوط مورخہ 19-07-1994 اور 19-09-1994 پر عمل کرنے کے بذریعہ اپنے خط مورخہ 16-11-1994 مبلغ 3.347 ملین روپے کی سالانہ فیس برائے تلاش گولڈ 3347226 ایکڑ کے علاقہ کی سالانہ فیس مبلغ 3.347 ملین روپے ختم کر دی۔

بالکل عجب طور پر جیسا کہ رولز کی وسیع سطح پر رعایت کی صورت میں اتھارٹی نے ذکر تک نہیں کیا کہ کن حالات میں نمایاں علاقہ کی تفویض کے لئے رولز کی رعایت ناگزیر ہو چکی تھی۔ یہ اس بات کا اظہار کرنے میں بھی ناکام ہوئی کہ کیوں BHP کو سالانہ فیس اور دیگر واجبات کی ادائیگی سے مستثنیٰ کرنا لازمی تھا۔ اگرچہ ڈائریکٹوریٹ آف منرل ڈیپارٹمنٹ نے مذکورہ خط 19-07-1994 میں ذکر کیا کہ اگر درخواست دہندہ BHP-BDA مذکورہ خط میں بیان کردہ شرائط کی قبولیت کی صورت معینہ وقت کے دوران عمل درآمد نہیں کرتا تو ریزرویشن بلا نوٹس ختم تصور ہوگی۔ اور اگر وہ آئندہ لائسنس / ماننگ لیز چاہتے ہیں تو انہیں از سر نو درخواست دینا ہوگی۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نا BHP - BDA نے سالانہ فیس ادا کی اور نا ہی دیگر مجوزہ شرائط پر عمل کیا، اور محکمہ نے اچانک اپنے مذکورہ خط مورخہ 16-11-1994 کے ذریعے مبلغ 3.347 ملین روپے سالانہ فیس کی معافی کی مجاز اتھارٹی کی قبولیت بھی فراہم کر دی اور ایک بار پھر بلا اظہار جواز برائے مذکورہ معافی دی جیسا کہ BMCR 1970 کی جملہ شقوق کی رعایت دیتے ہوئے کیا تھا۔

41. مذکورہ بالا خطوط کے متن سے BHP کو فراہم کردہ غیر واجبی ہمدردیاں مذید ثابت ہوتی ہیں۔ ڈائریکٹوریٹ منرل ڈیپارٹمنٹ اپنے خط مورخہ 19-07-1994 میں بیان کرتا ہے کہ BMCR 1970 کے رول 33 میں رعایت کرتے ہوئے BHP کو سالانہ فیس بشرح 5 روپے فی ایکڑ کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہو گئی ہے۔ نتیجتاً BHP کو بحساب 5 روپے فی ایکڑ کی بجائے معمولی شرح بحساب 1 روپیہ فی ایکڑ مبلغ - / 3347226 روپے جمع کروانا ہوں گے۔ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ نے اپنے خط مورخہ 16-11-1994 کے ذریعہ پہلے سے کم کردہ رقم 5 روپے سے 1 روپیہ ختم کر دی۔ BHP کو یہ ایک غیر معمولی سلوک فراہم کیا گیا جس سے مبلغ - / 16736130 روپے سالانہ کا بغیر ریکارڈ پر لائے بلا کسی جواز کے سرکاری خزانہ کو خسارہ ہوا۔ پس ان حالات و واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ BDA کے لئے بلامفاد تھا جبکہ BHP کے کیس میں ایک بڑی سرمایہ کاری کے ذریعہ کماتا تھا۔

44۔ عدالت میں پیش کردہ ریکارڈ کا مطالعہ کرتے ہوئے ہم نے اخذ کیا کہ آیا کہ CHEJVA ایوارڈ سے پہلے BDA کی جانب سے کوئی ٹینڈر مشتہر کیا گیا لیکن بد قسمتی سے ہمارے علم میں کوئی ایسی بات نہ آ سکی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ BDA یا گورنمنٹ آف بلوچستان کے کسی دوسرے ادارے نے اخبارات کے ذریعے مشترکہ دوسرے انوسٹرز سے بھی ٹینڈر طلب کیے ہوں۔ بلاشبہ غیر ملکی سرمایہ

کاری کے کسی بھی جدید معیشت کیلئے حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے لیکن یہ تمام اقدامات قانون کے مطابق کیے جانے چاہیے جو کہ مفاد عامہ کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے اس کا حوالہ F-9 پارک اسلام آباد میں قائم کردہ ریسٹورنٹ کے مقدمہ ہیومن رائٹس کیس نمبر 4668/2006 (پی ایل ڈی 2010 ایس سی 759) دیا جاسکتا ہے۔ جس میں مشاہدہ کیا گیا کہ موجودہ موضوع سے متعلقہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کی خطیر تعداد ملک میں قانون کے مطابق کاروبار کر رہی ہے۔ موجود مقدمہ میں ایسا لگتا ہے کہ BDA نے BHP کے ساتھ مذاکرات کیے اور گورنمنٹ آف بلوچستان کے ساتھ ایکسپلوریشن رائٹس کا معاملہ نہایت جلد باز طریقے سے کیا اس سلسلہ میں یہ قابل ذکر ہے کہ مورخہ 13 جولائی 1993ء کو چیئر مین BAA نے وزیر اعلیٰ کی منظوری کیلئے ایک سمری ارسال کی جس پر ایڈیشنل چیف سیکرٹری نے لکھا کہ گورنمنٹ کے حکم کے مطابق یہ ڈرافٹ ایگریمنٹ وزارت خزانہ وزارت قانون اور پلاننگ اور ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے تصدیق کے بعد ارسال کیا جائے۔ یہ نہ کیا گیا اور نہ ہی یہ فقرہ تاریخ 29-07-1997ء جو کہ معاہدہ پر دستخط کرنے کیلئے مقرر تھی سے پہلے کیا جانا ممکن تھا۔ موجودہ معاہدہ مشروط تھا جس کی رو سے گورنمنٹ آف بلوچستان کو بذات خود بھی کوئی تحفظ حاصل نہ تھا کیونکہ مجوزہ شرائط مخصوص تھیں اور BDA کو چاہیے تھا کہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹس کو خاطر خواہ موقع فراہم کرتی تاکہ وہ اس کا معائنہ کر سکے اور یہ پارٹیوں کے اپنے مفاد میں بھی نہ تھا کہ بغیر معائنہ کیے یہ معاہدہ کیا جائے کیونکہ معاہدہ میں ایک غیر یقینی شرائط بھی تھی لہذا معاہدہ کی بجائے صاف نیتی کاغذ دستخط ہونا چاہیے تھا۔ ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی مذکورہ بالا مشاہدات کے جواب میں چیئر مین BDA نے 22-07-1993ء کے نوٹ میں کچھ وضاحتیں لکھیں اور جب معاملہ دوبارہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے پاس گیا تو اسے درج ذیل لکھا۔

(1) چیئر مین BDA اپنے ہاتھوں میں فائل سے چیف سیکرٹری کے پاس گئے حکومت میں بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ حکومت بلوچستان کسی قسم کے معاہدے میں پھنسنے جا رہی ہے۔ مان لیا BHP ایک اچھی پارٹی ہے اور معدنیات کی تلاش علاقے میں بہت زیادہ پسندیدہ ہے لیکن حکومت بلوچستان کو اپنے مفاد کا خیال رکھنا چاہیے، خاص طور پر اُس وقت جب BHP کے لیے بہت بڑا زمینی قطعہ مختص کیا جا رہا ہو تو اُس علاقے کے عوام کا کیا رد عمل ہوگا۔

(2) معاہدے پر دستخط کے لیے 29.07.1993ء کا دن مقرر کیا گیا۔ ذیلی شق کہ یہ معاہدہ عارضی نوعیت کا ہوگا کے تحت چیئر مین BDA کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اُس میں پیش رفت کریں اور اس معاہدے کے دستخط ہونے کے ایک ماہ کے اندر اندر منصوبہ بندی و ترقیاتی اور معاشی امور کے محکمہ جات اگر اس معاہدے کے اندر کوئی معقول اضافہ یا ترمیم تجویز کریں تو اُس کو معاہدے کا حصہ سمجھا جائیگا۔ جب معاملہ چیف سیکرٹری تک پہنچا تو انھوں نے محسوس کیا کہ معاہدہ منصوبہ بندی و ترقی اور اقتصادی امور کے شعبہ جات کو برائے ثنائی مشاہدہ بلکہ بروقت نہیں بھیجا گیا تھا۔ انھوں نے مزید کہا کہ معاندے پر 29.07.1993ء کو دستخط ہونا تھا اور اسکو "عارضی معاہدہ" سے تعبیر کیا جانا چاہیے تھا تاکہ اگر ترمیم یا تبدیلیاں کوئی ہوں تو مابعداً نہیں شامل کیا جاسکے اور وزیر اعلیٰ نے 27.07.1993ء کو اس تجویز کی منظوری دی تھی - CHEJVA پر 29.07.1993ء کو دستخط کر دیئے لیکن اس کے بعد کوئی ترمیم نہ کی گئی اور اس طرح



20.01.1994 کو یہ معاہدہ فعال ہو گیا۔ تاہم اس چیز کا نوٹس اُس وقت لیا گیا جب 04.03.2000 کو Addendum کی طرف پیش رفت کی گئی۔ جیسا کہ ذیلی شق نمبر 3.0 سے یہ بات واضح ہے کہ حکومت بلوچستان کے متعلقہ شعبہ جات میں کوئی ثانوی مشاہدہ یا سکروٹنی برائے متعلقہ شخصوانہ کی تھی۔

حکومت بلوچستان کا اس طرح سے مسئلے کو Process کرنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ عوامی اشتیارات سے رجوع نہیں کیا گیا جس کے تحت شفافیت اور عوامی جائیداد کے لیے بہترین متقابل قیمتیں حاصل کی جاسکیں۔ جیسا کہ ریکوڈک میں معدنی وسائل اور اس طرح عوام الناس اور بلوچستان کے عوام بالخصوص کے حقوق کے برعکس دوسرے سرمایہ کاروں کے اس معاہدے میں حصہ لینے سے دور رکھا گیا۔ عوام الناس کے مفاد والے مسئلہ کو اس طرح نمٹانا عوامی حکمت عملی کے برخلاف ہے کیونکہ یقیناً یہ مفاد عامہ کے لیے نقصان دہ ہے اور اس لیے اس معاہدہ کی قانونی حثیت کو رد کرنے کے لیے جواز فراہم کرتی ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ کنٹریکٹ ایکٹ 1872 کے سیکشن 23 کے مطابق کسی بھی معاہدے کا بدل اور مقصد قانونی ہے اگر اس کو کسی قانون نے منع نہ کیا ہو۔ یا اس نوعیت کا ہو کہ اگر اُسکی اجازت دی جائے تو وہ کسی قانون سے متصادم ہوگی۔ یا جس میں دھوکہ دہی کا شبعہ ہو۔ یا جس سے کسی کی جان و مال کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا عدالت اس کو غیر اخلاقی سمجھتی ہو یا وہ عوامی حکمت عملی کے متضاد ہو۔ اس تمام کیس میں معاہدے بدل اور مقصد کو غیر قانونی سمجھا جاتا ہے اور ہر وہ معاہدہ جس کا بدل اور مقصد غیر قانونی ہے وہ معاہدہ باطل ہے۔ موجودہ کیس میں CHEJVA نے بی سی ایم آر 1970 کی بہت سے شقوق کی خلاف ورزی کی گئی تھی لہذا یہ پبلک پالیسی کے برعکس ہے جس کے تحت قانون کا بلا امتیاز مکمل نفاذ ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں CHEJVA کنٹریکٹ ایکٹ کی دفعہ 23 کی زد میں آتا ہے۔

45۔ ریکارڈ پر ایسی کوئی چیز فراہم نہیں کی گئی جس سے یہ پتہ چلے کہ فینانس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف بلوچستان رولز آف بزنس 1976 کے تحت پابند ہے کہ وہ یہ مدعا علیہ نمبر 1 سے ایسے معاہدے کی چھان بین کرائیں۔ JVA کی فینانس ڈیپارٹمنٹ کی منظوری کے بغیر ہی BDA اور BDA نے CHEJVA پر عمل درآمد کیا۔ مدعا علیان نے اُس وقت کے سیاسی عدم استحکام سے مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے جیسا کہ اُس وقت قائم مقام حکومت تھی۔ بین القوامی کمپنیوں نے CHEJVA ایڈنڈم نمبر 1 اور دوسرے معاہدوں کے ذریعے حکومت بلوچستان پر غالب ہونے کی کوشش کی ہے اور معدنیات کے نکالنے کے حوالے سے جائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے UNIDROIT کے زیر دفعہ 3.2.7 اور بین القوامی اقتصادی معاہدوں کے اصولوں کے عنوان "سنگین تضاد" کے تحت، وہ معاہدہ جس میں کسی ایک فریق نے دوسرے فریق کے انحصار اقتصادی بد حالی، جہالت، ناتجربا کاری، وغیرہ سے غیر ضروری فائدہ اٹھانے کے کوشش کی ہو وہ معاہدہ قابل عمل نہ ہے۔

50۔ ریکارڈ کا معائنہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ CHEJVA کو نافذ کرنے والے، محترم عطا محمد جعفر کے پاس ایک ہی مخصوص وقت

پہ بطور چیرمین بی ڈی اے اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری دو عہدے تھے۔ یہ دونوں عہدے قانون کی نظر میں بہت مختلف تھے۔ پہلے میں وہ ایک آفس ہولڈر تھا قانونی انکار پوریٹ باڈی میں جبکہ آخری میں وہ ایک آفیسر تھا گورنمنٹ آف بلوچستان کا جو گورنمنٹ کی نمائندگی کرنے کا مجاز تھا۔ وہی شخص جو دونوں آفس رکھ رہا تھا اس تاثر کو تقویت دیتا ہے جو بی ڈی اے نے لیا کہ گورنمنٹ اتھارٹیز کی ذمہ داری ہے کہ وہ لائسنسز اور متعلقہ رعایت جاری کرے۔ پہلی صورت حال میں اس نے کیس صوبائی گورنمنٹ کو بھیجا اور بعد ازاں دوسری حیثیت میں اس میٹنگ کی صدارت کی جس نے CHEJVA کے متعلق فیصلے کئے۔ یہ ایک واضح مفادات کا تضاد تھا۔ ریکارڈ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ وہ ہاتھ میں فائل لے جاتا، جو ظاہر کرتا ہے اس کی طرف سے نمایاں جلد بازی تھی معاہدے کو نافذ کرنے میں۔ اصل میں وہاں آفیسر پر بہت بوجھ تھا کہ وہ نہ صرف قانون کے عمل میں غیر جانبدار رہے، بلکہ وہ اس معاملے سے خود کو علیحدہ کر لیتا، جہاں تک درخواست گزار کا تعلق تھا۔ ریکارڈ اس بات کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ اس نے مختلف محکموں کی جانب سے خبردار کیا جانے کے باوجود اپنے آپ کو علیحدہ نہیں کیا۔ بلوچستان سول سرونٹ (کارکردگی اور نظم و ضبط) رولز 1983 کے مطابق اپنی حیثیت سے زیادہ ہونا بدعنوانی کے ذمرے میں آتا ہے۔ اس سزا کی حقیقت کو نہ ٹی سی سی کے فاضل وکیل اور نہ کسی اور نے نفی کی۔

52۔ یہاں پہ اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ رول 14 BMCR 1970 مہیا کرتا ہے کہ لائسنس یا لیز صرف اُس کمپنی کو دی جائے گی جو پاکستان میں موجود ہو۔ CHEJVA کا آرٹیکل 16 کہتا ہے کہ جو قانون معاہدوں پر نافذ ہوگا وہ پاکستان کا قانون ہوگا، بشمول بین الاقوامی اصول جن کو فریقین نے اپنی باہمی رضامندی سے قبول کیا۔ اس سلسلے میں یہاں پر ذکر کرنا ضروری ہے کہ ہر غیر ملکی کمپنی جو پاکستان میں کام کر رہی ہے وہ قانون کے تحت اجازت حاصل کرے ایک رابطہ دفتر (LO) اور دفتر کی شاخ (BO) قائم کرنے کے لئے۔ کمپنیز جن کو دفتر قائم کرنے کی اجازت دی جاتی ہے وہ رجسٹرڈ ہوتی ہیں بورڈ کے ساتھ کمپنی آرڈیننس 1984 کے تحت۔ سیکشن 451 اور 452 آرڈیننس 1984 وہ لوازمات مہیا کرتا ہے جن کے تحت باہر کی کمپنیز کو دستاویزات پیش کرنے ہوتے ہیں رجسٹرڈ کمپنیز کو اور ریٹرنز پیش کرنے ہوتے ہیں۔

53۔ CHEJVA سے دوسری فریق بی ایچ پی ہے جو کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ریاست Delaware میں شامل ہے۔ تمام عملی اور قانونی مقاصد کیلئے، دوسری فریق ایک امریکن کمپنی ہے جس کو اس کی قومیت کے تمام تر حوالہ جات اور ساتھ ہی ساتھ قانون کے تحت تمام تر حقوق اور ذمہ داریاں حاصل ہیں۔ یہاں پہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ سماعت کے دوران بی ایچ پی متعدد بار ضرورت پڑنے کے باوجود بی ایچ پی کے حق میں رجسٹرڈ آرڈیننس یا بورڈ آف انویسٹمنٹ کے جاری کردہ سٹیفیکٹس آف رجسٹریشن عدالت کے سامنے پیش کرنے میں ناکام رہا۔ آرڈیننس کے سیکشن 456 کے تحت، اس طرح کی رجسٹریشن کی غیر موجودگی میں ایک غیر ملکی کمپنی، کمپنیز آرڈیننس 1984 کے دفعات 451 اور 452 کی شرائط کو پورا کیا بغیر کوئی قانونی کارروائی شروع نہیں کر سکتی۔ یہ فریق کوئی مقدمہ کرنے یا قانونی کارروائی کے لئے اپنے حقوق کھودیتی ہے اور اپنے حق میں موجود کو جوابدہی حاصل کرنے کے اگر یہ کسی معاہدے میں داخل ہوتے ہیں اس رجسٹریشن کی کوتاہی کی صورت میں

55۔ بی ایچ پی اور ٹی سی سی کے فاضل وکلاء نے اس معاملے پر مختلف آراء دیں۔ بی ایچ پی کے فاضل وکیل نے کہا کہ بی ایچ پی آرڈیننس کی دفعات کی شرائط میں رجسٹر کیا گیا تھا لیکن کسی بھی دستاویز کی عدم دستیابی کی باعث درخواست کی تصدیق کرنے میں ناکام رہا۔ دوسری طرف، ٹی سی سی کے فاضل وکیل نے کہا کہ غیر ملکی کمپنیز کو آرڈیننس کی شرائط کی پاسداری کرنا ضروری نہیں تھا۔ کیونکہ گورنمنٹ آف بلوچستان نے غیر ملکی سرمایہ کاروں کو آسانی دینے کے لئے خود ہی ان شرائط کو ختم یا آسان کر دیا تھا۔ اس نرمی کی پیش کش کو اس وقت سے غیر قانونی اور غیر نافذ العمل تصور کیا جاتا ہے، اور اس کو بطور مقدمہ پیش کرنے کے آغاز سے ہی اس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔

57۔ جناب طارق اسد ASC نے دلائل دیئے ہیں کہ شجوانے Registrar Act 1908 کی دفعہ 17 کی بھی خلاف ورزی کی ہے۔ جناب حمربلال صوفی ASC نے دلائل دیئے کہ اگر TCC اس شجوا کو برقرار رکھتی ہے۔ ہم نے مقدمے کے اس پہلو پر بھی غور کیا ہے۔ اس ACT کی دفعہ (b)(1) 17 بیان کرتی ہے کہ وہ آلہ جو رویہ عمل ہوتا ہے، عمل کرنے کا جواز فراہم کرتا ہے، مقصد پیدا کرتا ہے، بیان کرتا ہے، ذمہ داری تفویض کرتا ہے مقصد کو محدود کرتا ہے یا ختم کرتا ہے۔ آیا کہ حال میں، مستقبل میں ایک سو ہزار روپے یا زائد کی قدری طاقت کے تناظر میں یا پھر منقولہ جائیداد کی شکل میں رجسٹرڈ کیا جائے گا۔ اس مقدمے میں، BHP-BDA رجسٹریشن اکیٹ کی دفعہ 17 کے تحت شجوا کو رجسٹرڈ کرنے میں ناکام رہے ہیں اسی طرح مابعد شجوا کے تحت پیدا ہونے والے حقوق جن امور کو Alliance Agreement کے تحت سرانجام دینا ضروری ہوتا ہے کو بھی متعلقہ دفعہ 17 کے تحت رجسٹرڈ نہ کیا گیا تھا۔ یہاں پر ریاست کے اطلاقی قانون بہ متعلقہ معاہدہ اور اس معاہدہ کی اپنی دفعہ کی منشا پر بھی عمل نہ ہوا۔

62۔ یہاں پر اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ BMCR 1970 کے حصہ سوم لینر کے لائسنس کے اجراء کا اور اس مقصد کے لیے درخواستیں قانونی طریقہ کار درج ہے۔ BMCR 1970 کے اطلاق کے بغیر شجوانے اپنے فعال کو مربوط کرنے کے لیے قواعد بنانے کے لیے اپنے قانونی حق کا استعمال کیا، یہ وہ حق ہے جو 1948 کے ایکٹ کی دفعہ 2 کے تحت مجاز حکام کا اختیار ہے شجوا کے آرٹیکل 11 میں کان کنی کے متعلق معاہداتی مفادات BMCR 1970 میں دیے گئے ڈھانچہ سے ماورا، تبدیل کرنے کا طریقہ کار بھی موجود ہے۔ یہ ایسے تمام قواعد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کان کنی کے لائسنس کے خود کار اجرا سے متعلق ایک عارضی نظام فراہم کرتا ہے۔ اس میں اس بات کا اعادہ ہے کہ صوبائی حکومت کی طرف سے جاری کردہ لائسنسز کو کان کنی کے لائسنسز میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ یہ امر استثنائاً کی حد سے بہت دور نکل جاتا ہے۔ اور اس کا مطلب انتظامی اور قانون ساز ادارے کے استحقاق غاصبانہ قبضہ کے علاوہ کچھ نہ ہے۔ کوئی استثنایا رعایت کسی غیر ملکی کمپنی کو لائسنسز جن کو مجاز حکام نے جاری کیا ہوا ہو کے متعلق مجاز عارضی بنیادوں قواعد و ضوابط جو کے کسی خاص معاہدہ سے متعلقہ ہو بنانے یا اطلاق نے کی اجازت نہ دی جاسکتی ہے۔ آرٹیکل 11.8.2 میں درج ہے کہ جہاں کسی مشترکہ کوشش کے تحت یا زلیلی دفعہ 11.03.2 کی پیروی میں ایک شریک کارفریق، ایک کان میں آپریشن کرنے کا انتخاب کرتی ہے تو وہ ایسا کام حکومت کی معمول کے

تقاضہ جات کے تحت ہی کر سکتی ہے تو اس پر استحقاق حاصل ہوگا کہ وہ امکانی لائسنسز کو کان کنی کے لائسنسز میں بدل لیں تاکہ مطلوبہ کان کنی کے متعلقہ رقبہ میں وہ محفوظ استحقاق حاصل کر سکے آرٹیکل 11 نہ صرف ایسے قواعد کو بے اثر قرار دیتا ہے۔ بلکہ حکومتی منظوری کے بغیر کان کنی کے عمل کے جاری رہنے کے امکان بھی پیدا کرتا ہے اور یہاں تک کہ یہ عمل زیلی دفعات 11.3.3 اور BDA 11-04-1-2 کے تحت کو بھی غیر فعال کر دیتا ہے۔ یہ امر ڈائریکٹوریٹ برائے ترقی کان کنی بلوچستان کی طرف سے BHP کو جاری کردہ امکانی لائسنسز کی شرائط و ضوابط کی بھی نفی کرتا ہے جو کے منجملہ اس امر کا اعادہ کرتا ہے کہ لائسنس BHP کو یہ اجازت نہ دیتا ہے کہ وہ اس وقت تک کسی امکانی لائسنسز کی تجدید کرے یا کسی رقبہ یا کسی قطعہ سے متعلق کان کنی کا کوئی لائسنس جاری کرے جب تک وہ ڈائریکٹوریٹ برائے کان کنی بلوچستان کے اطمینان کے مطابق لائسنس کے تحت کام کے متعلق فرائض سے عہدہ براہ نہ ہو جائے۔ شجہ اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ مستقبل میں، متعلقہ حکومت یا مجاز حکام سے رجوع کیے بغیر دوسرے فریقین کو کان کنی کے ساتھ کے طور پر شریک عمل کیا جاسکتا تھا۔

معادہ میں شامل موجودہ دونوں فریقین کو یہ اجازت دینا کہ وہ اپنے حقوق کو دوسری پارٹیوں تک وسعت دے لیں۔ ایسی استثنیات دیتے وقت یہ امر قابل غور نہ تھا اور اس کا مطلب صرف اور صرف یہی تھا کہ اس وقت کے متعلقہ قوانین و قواعد و ضوابط کے بالائے طاق رکھتے ہوئے اس وقت لا محدود کے لیے ان کی کوئی پروا ہی نہ کرنے کی کوشش کے مترادف ہے۔ آرٹیکل 17 میں صراحت دی گئی ہے کہ میزبان ملک کے قوانین کے ساتھ اس کے قانون ساز ادارے کی بے توقیری کا جواز پیدا کیا گیا اور یہ کہ اگر قانون سازی کے ذریعے تبدیلی کی جاسکتی ہے جس کا اطلاق مشترکہ کار عمل پر ہونا ہے تو پھر ایسی تبدیلی مشترکہ کار عمل کے لیے زیادہ مفید ہوگی یا پھر کسی ایک فریق کے حق میں ہوگی

بائنسٹ ان قواعد و ضوابط اور اصولوں کے جو اس معاندہ کے دستخط کیے جانے پر رائج تھے۔ مشترکہ کاوش کا راور متعلقہ فریقین اسی صورت میں فائدے کے حصول کے لیے جو اس نئی قانونی شق کے تحت امکانی طور پر حاصل ہو سکتا ہو۔ درخواستیں دائر کریں گے تاہم اس نئی قانونی شق یا نئی تبدیلی کے تحت شجہ یا کسی فریق کے مالی مفادات پر براہ راست یا بالواسطہ کوئی قدغن لگتی ہو تو شجہ پہلے والے شرائط و ضوابط کے ساتھ ہی اپنے کام میں تسلسل رکھیں گے اور یہ شق شجہ کے حق کو ہی بہر حال قانون سازی کے عمل پر برتر رکھتی ہے اور اس طرح سے وہ ایک آزاد اور خود مختار ملک کے قوانین کو زیر بار کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ جس کی اجازت نہ دی جاسکتی ہے۔

69۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ آئین کے آرٹیکل (3) 173 کے تحت وفاق یا صوبے کی طرف سے تمام معاہدہ جات واضح طور پر صدر یا جیسی بھی صورت ہو صوبے کے گورنر کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔ اور ایسے تمام معاہدہ جات اور جائیداد سے متعلق ضمانت نامے ایسا شخص اس اختیار کو استعمال کرتے ہوئے صدر یا گورنر کی طرف سے اس انداز میں استعمال کریگا جیسا کہ ہدایات دی گئی ہیں یا اختیار دیا گیا ہے۔ جبکہ آرٹیکل (2) 139 کے تحت صوبائی حکومت قواعد کے ذریعے اس طریقہ کار کی وضاحت کرے گی جس میں ایسے احکامات اور معاہدہ جات جو گورنر کی طرف سے کئے گئے۔ اور یہ معاہدہ جات مستند ہوں گے۔ قاعدہ 7 (2) گورنمنٹ آف بلوچستان رولز آف بزنس 1976 جن کو گورنمنٹ آف بلوچستان نے آرٹیکل (2) 139 بالا کے تحت مرتب کیا کے مطابق گورنمنٹ کے تمام انتظامی اقدامات واضح طور پر گورنر

کے نام سے ہونگے تاوقتیکہ کسی آفیسر کو خاص طور پر کوئی حکم یا معاہدے پر دستخط کے لئے اختیار نہ دیا جائے۔ تو اس پر متعلقہ محکمہ کا سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری، جوائنٹ سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری یا سیکشن آفیسر دستخط کرے گا۔ اور ایسے حکم اور معاہدے پر اس کے دستخط کو مستند سمجھا جائے گا۔ گورنر کی طرف سے کئے گئے معاہدہ جات ان پر عملدرآمد اور جائیداد سے متعلق ضمانت نامہ کے بارے میں ہدایات محکمہ قانون جاری کرے گا۔ اب یہاں یہ دیکھنا ہے کہ CHEJVA طے کرتے وقت درج بالا حدود و قیود کی پیروی کی گئی۔ CHEJVA کا ابتدائی صفحہ بتاتا ہے کہ چاغی ہلز ایکسپلوریشن، جوائنٹ ونیچر کا معاہدہ بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور بی ایچ پی مائنرز انٹرنیشنل ایکسپلوریشن کے درمیان طے پایا جبکہ اس کا پہلا صفحہ بتاتا ہے کہ یہ معاہدہ گورنر آف بلوچستان بذریعہ چیرمین بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی جو کہ ایک قانونی ادارہ ہے اور بی ایچ پی مائنرز انٹرنیشنل ایکسپلوریشن جو کہ امریکہ کی ریاست DELAWARE کا ادارہ ہے کے درمیان طے پایا اس معاہدہ پر ایک طرف سے چیرمین بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور دوسری طرف سے بی ایچ پی کے نمائندے نے دستخط کئے۔ ان حقائق پر انحصار کرتے ہوئے بی ایچ پی کے فاضل وکیل نے یہ دلیل دی کہ گورنمنٹ آف بلوچستان تمام عملی مقاصد کے لئے CHEJVA میں فریق تھی جو کہ اس نے اپنے نمائندے بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ذریعہ طے کیا۔ اس سلسلہ میں یہ قابل ذکر ہے کہ CHEJVA کی تعریفی شق کے مطابق فریقین کا مطلب بی ایچ پی اور بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے۔ CHEJVA کی شق 2.1 بیان کرتی ہے کہ معاہدہ کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندوفاقی حکومت یا صوبائی حکومت سے وصولی فریقین کے لئے مشروط ہوگی یا کوئی بھی دورانیہ جس پر فریقین رضامند ہو اور یہ رضامندی اور منظوری پاکستانی قانونی کے تحت لازم ہے۔ یہ معائنہ واضح کرتا ہے کہ حکومت بلوچستان اور وفاقی حکومت فریقین کی فہرست سے باہر تھیں جہاں سے CHEJVA کے فریقین نے ضروری رضامندی اور منظوری لینی تھی۔ تاہم، ضمیمہ کے اجراء سے جس پر مورخہ 4.3.2000 کو دستخط ہوئے CHEJVA پر دستخط ہونے کے سات سال بعد اور جس کے ذریعہ

CHEJVA میں ترمیم چاہی گئی اور بہت سے معاملات میں نیا رخ اختیار کیا گیا۔ ضمیمہ کا پہلا صفحہ بتاتا ہے کہ یہ ضمیمہ صوبہ بلوچستان کی طرف سے گورنر بلوچستان، جس کو GOB تحریر کیا جائے گا اور بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی، ایک قانونی ادارہ جو کہ بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ 1974 کے تحت وجود میں آیا اور بی ایچ پی مائنرز کے درمیان طے پایا اس طرح اس ضمیمہ کے ذریعہ اصل دو فریقی معاہدہ کے برعکس اس کو سہ فریقی معاہدہ بنایا گیا اور یہ بظاہر گورنمنٹ آف بلوچستان کو فریق بنانے کے لئے کیا گیا۔ اس طرح کا مفروضہ حقائق کو غلط بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ فاضل کونسل حکومت بلوچستان نے درست طور پر بیان کیا مزید ضمیمہ کا آخری صفحہ ظاہر کرتا ہے کہ اس پر چیرمین بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے دو مرتبہ دستخط کئے پہلے گورنر بلوچستان کی طرف سے اور دوسری مرتبہ بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے اور بعد ازاں بی ایچ پی کے نمائندے نے دستخط کیے۔ اس سلسلہ میں یہاں پر یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ CHEJVA کے ٹائٹل میں محض گورنر بلوچستان کا ذکر کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ گورنمنٹ آف بلوچستان معاہدہ میں فریق بن چکی ہے۔ یہ واضح ہے کہ CHEJVA صرف اور صرف بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور بی ایچ پی کے درمیان تمام عملی مقاصد کے لئے طے پایا نہ کہ حکومت بلوچستان بذریعہ بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور بی ایچ پی کے درمیان طے پایا۔ اس لئے ضمیمہ تحریر کرتے ہوئے ابتدائیہ کے ذریعے جوائنٹ ونیچر معاہدہ

میں حکومتِ بلوچستان بذریعہ بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور بی ایچ پی کو شامل کرنے کا مقصد تھا۔ اور اس کے تحت حکومتِ بلوچستان اور بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے کردار کی وضاحت کرنے کی خواہش تھی اور گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے CHEJVA کے معاملات میں بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو اپنا نمائندہ مقرر کرنے کی خواہش تھی یا گورنمنٹ آف بلوچستان نے تصدیق کی کہ بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی معاہدہ کے تحت اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ براء ہوئی جیسا کہ جوائنٹ منیجر میں تھا یا کہ بطور نمائندہ گورنمنٹ آف بلوچستان یا گورنمنٹ آف بلوچستان نے CHEJVA کے تحت بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے کردار کی بطور نمائندہ گورنمنٹ آف بلوچستان کی تصحیح کی اور گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے CHEJVA کے تحت کام کرتے ہوئے اس کے اختیارات کی تصحیح کی یا گورنمنٹ آف بلوچستان نے بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے CHEJVA کے بارے میں تمام معاملات اور اقدامات کی تصحیح تھی۔ اور یہ تمام اقدامات طریقے گورنمنٹ آف بلوچستان کو CHEJVA کے تحت بلواسطہ لانے کے لئے تھے اور یہ مقصد صرف قانون کے تحت بیان کردہ طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ تمام درستکیاں اور وضاحتیں قانون معاہدہ 1872 کی دفعہ 20 کے تحت حقائق کی غلطی کی بنیاد پر کی گئی تھیں۔ یعنی کہ گورنمنٹ آف بلوچستان CHEJVA میں فریق تھا اور بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اس کا نمائندہ۔ بی ایچ پی کی طرف سے اس طرح کی حقائق کی غلطی اس معاہدہ کو باطل اور ناقابل عمل درآمد بنا دیا۔

70۔ یہ سوال کہ آیا CHEJVA, GOB میں فریق تھی کافی عرصے تک زیر غور رہا اور دونوں فریقین کے قانونی ماہرین کے زیر نگین تفتیش ہوتا رہا تا کہ ضمیمہ کہ بارے مشورہ حاصل ہو سکے۔ M/S کبرجی اور طالب الدین نے BHP کو GOB کے محکمہ قانون کی طرف سے بھیجے گئے خط مورخہ 3.9.1999 میں اٹھائے گئے مسائل کے مطابق ضمیمہ کی حتمی مسودہ کی تیاری پر مشورہ دیا کہ وہاں پر الجھن تھی کہ JVA میں فریق کون تھے جو درحقیقت اس لیے پیدا ہوا کہ GOB نے معاہدہ کے متن میں جو کہ JVA میں BDA کے ذریعہ فریق بننے کے لیے تھا مگر دستاویز میں GVA تھا جو کہ BDA کی طرف سے عمل درآمد کیا گیا۔ (not GOB through BDA) مگر کسی بھی اشارے کے بغیر معاہدہ نہ گورنر بلوچستان کی طرف سے representative کی capacity میں دستخط ہوا۔ مزید یہ کہ کہا گیا کہ JVA میں کون فریق تھے یہ سوال ابھی غیر واضح ہے اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ JVA میں، اصطلاح پارٹیز کو BDA اور BHP واضح کیا گیا ہے اور اس معاہدہ کو کثرت سے پڑھنے سے ثابت ہوا ہے کہ درحقیقت یہ BDA تھا نہ کہ GOB جو کہ دوسرا فریق تھا اور بالترتیب معاہدہ کے تحت BDA کی طرف سے معاہدہ میں دیئے گئے فرائض اور ذمہ داریوں کا حقدار۔ اس طرح M/S تشکیل لاء فرم نے BDA کے خط مورخہ 10-11-1999 میں اپنی رائے دی جو ذیل درج ہے۔

"ہماری رائے میں JVA کے لئے کوئی بھی ضمیمہ ان فریقین کے بیچ عمل درآمد ہوگا جنہوں نے JVA پر دستخط کئے ہوں۔ جہاں تک GOB کا تعلق ہے وہ JVA میں فریق نہیں ہے اس لئے وہ ضمیمہ میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔

محکمہ قانون کے مشاہدہ کے مطابق صوبائی حکومت کی جانب سے سارے معاہدے آئین کے آرٹیکل 173 کے تحت اُس صوبائی گورنر کے نام سے کئے جائیں گے، یہ اُن معاہدوں کے متعلق ہو سکتا ہے جو ابھی گورنمنٹ کی طرف سے ہونگے لہذا J V A واضح طور پر B D A اور B H P کے درمیان طے پایا ہے۔ "

تاہم یہ رائے نظر انداز کی گئی اور ضمیمہ مورخہ 04-03-2000 BDA اور BHP اور صوبے کی طرف سے گورنر کے نام سے دستخط کیا گیا۔ جبکہ ہم مسٹر خالد انور سے متفق ہیں کہ CHEJVA، BDA میں فریق تھا مگر اپنے دعویٰ کو برقرار نہ رکھ سکا کہ ضمیمہ کی صورت میں GOB کو اپنے حقوق کے لئے تیسرا فریق بنایا جاسکتا ہے۔ GOB کو معاہدہ میں نیا فریق بنانے کے لئے GOB Rules of Business, 1976 کی دفعہ 7 کے تحت کسی باختیار کارندہ یا نمائندہ کے دستخط ضروری تھے مگر یہ نہیں کیا گیا۔ موجودہ حالات کے تناظر میں ضمیمہ چیئر مین BDA کے دستخط اوپر دیئے گئے شق نمبر 7 کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے اس لئے TCC کی جانب سے فاضل وکیل کی طرف سے دیئے گئے دلائل کہ گورنر BDA کو اپنا نمائندہ مقرر کرنے میں باختیار تھا کو ثابت نہ کر سکے لہذا اسکو منسوخ کیا جاتا ہے۔

71۔ مندرجہ بالا تناظر میں یہ نوٹ کیا جائے کہ ایک سادہ کاغذ پر لکھے گئے بغیر تاریخ کے Authorization Letter اُس وقت کے گورنر بلوچستان [جسٹس (ریٹائرڈ) امیر الملک مینگل] کے دستخط لئے گئے جس میں چیئر مین BDA کو باختیار بنایا گیا کہ وہ گورنر کے نام سے ضمیمہ پر دستخط کرے، اس کے باوجود کہ اس سے پہلے یہ Authorization سابقہ گورنر سید فضل آغا نے دستخط نہیں کیا تھا جب یہ اُس کے سامنے پیش کیا گیا اس پر عمل درآمد کروانے کے لئے، بادی النظر میں اس وجہ سے کہ مورخہ 12-10-1999 کو GOB وزیر اعلیٰ کے ذریعہ یہ فیصلہ کیا کہ ایک دورانی کمیٹی تشکیل کی جائے جو کہ اس دستاویز کا جائزہ لے، تاہم کچھ مخصوص دستاویزات سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ مورخہ 24-12-1999 کو عمل میں آیا، اس طرح ضمیمہ کے اسباب کی طرف سے اصلاح کے نام سے سیکشن 196 آف دی کنٹریکٹ ایکٹ 1872، اس کے باوجود کہ CHEJVA میں اصلاح کی جائے مگر اس کی ساری شکل کو تبدیل کیا جائے۔ گورنر کی جانب سے DBA کو ایک Authorization Letter کے ذریعے اپنے نمائندے کے حیثیت سے باختیار بنایا گیا جو کہ نہ تو گورنر کے لیٹر پیڈ پر پرنٹ تھا نہ اُس پر کوئی تاریخ تھی اور نہ کوئی نوٹیفیکیشن نمبر اور نہ ہی کسی آفس یا اتھارٹی کو مخاطب کیا گیا تھا اور نہ ہی اُس پر کوئی مہر ہے۔ نہ ہی وہاں پر کوئی مددگار دستاویزات موجود ہیں۔ اور نہ ہی اس خط میں کیپینٹ کے اس معاملے پہ کسی فیصلہ کے بارے میں حوالہ دیا گیا ہے معاہدے اور اتحاد کے معاہدے کی منظوری کے معاملے پر کابینہ میں تین مرتبہ معاملہ لایا گیا مگر یہ منظور نہ ہوا۔ اس تناظر میں یہ منظوری جو کہ گورنر سے حاصل کی گئی ایک سادہ کاغذ پر یہ قانون کی نظر میں نامناسب اور دفاع تھا۔

72- حکومت بلوچستان گورنمنٹ کے وکیل نے بحث کی کہ CHEJVA کو علاقے کے متعلق بے یقینی کا شکار بھی ہونا پڑا جو کہ CHEJVA کا موضوع بھی ہے۔ اس کے جواب میں PCC کی طرف سے جناب خالد انور سینئر اے۔ ایس۔ سی نے بیان کیا کہ یہ حکومت بلوچستان کی دلچسپی تھی کہ وہ صوبے کا زیادہ سے زیادہ علاقہ معدنیات کی دریافت کو یقینی بنانے کے لیے وقف کرے۔ CHEJVA کی شق 5.3.1 کے مطابق جو مکمل علاقہ تھا وہ پچاس مربع کلومیٹر سے زیادہ نہیں ہوگا۔ تاہم شق 5.10 کے مطابق علاقے کا نقشہ 13000 مربع کلومیٹر کے علاقے پر محیط ہے جو CHEJVA کے شیڈول B کے ساتھ جڑا ہوا ہے اس کو تبدیل کیا جانا چاہیے تاکہ علاقے کی حیثیت کو وقت کے ساتھ ساتھ صحیح طریقے سے پیش کیا جاسکے۔ یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ علاقے کا تعین ابھی حتمی طور پر نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے قانون معاہدہ کی شق 29 کے بارے میں بے یقینی ہے۔ دیکھیں شیخ شہاب الدین بنام ولایت علی (AIR 1926 Nagpur 435 at 439) جہاں پر عدالت نے معدنیاتی علاقے سے متعلق ایک معاہدے کو بے بنیاد قرار دیا کیونکہ اس میں ذخائر کی صحیح تشخیص نہیں ہو سکی تھی جیسا کہ قانون معاہدہ کی شق 20 میں موجود ہے جو کہ ایک غلطی تھی۔ مزید دیکھیں عبدالخالق بنام صابر احمد (PLD 1961 BJ 79)، رؤف احمد غوری بنام مینجنگ ڈائریکٹر چولستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی بہاولپور (1998 CLC 1464) اور احمد علی خان بنام شہری ضلعی حکومت کراچی (2009 MLD 704)۔

73- آپشن معاہدہ اور الائنس معاہدہ کی بنیاد بھی ایک حقیقی غلطی پر ہے کہ بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی جو کہ CHEJVA کے تحت بلوچستان گورنمنٹ کی agent تھی لہذا قانون معاہدہ کی دفعہ 20 کے تحت یہ بھی بے بنیاد ہیں۔ کاروائی کے دوران کسی بھی موقع پر ایسی کوئی دستاویز پیش نہیں کی گئی جس کے مطابق پرنسپل اور ایجنٹ حکومت بلوچستان اور بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے درمیان تعلق پیدا ہو یا جس کے بارے میں پرائیویٹ مدعا علیہان نے نشاندہی کی ہو نہ ہی کیس کے ریکارڈ کی جان پڑتال کے دوران، سماعت کے دوران یا فیصلہ لکھنے کے دوران ہمارا سامنا ایسی کسی دستاویز سے ہوا ہے۔ مزید یہ بات بھی طے ہے کہ بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی اور حکومت بلوچستان آپشن معاہدہ اور الائنس معاہدہ میں شامل نہیں تھیں لہذا حکومت بلوچستان کا معزز وکیل اپنی بحث کرنے میں ٹھیک تھا کہ بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی اور حکومت بلوچستان ان معاہدات کی پابند نہیں ہے۔ قانونی حیثیت یہ ہے کہ بلوچستان ڈیولپمنٹ قانون 1974 بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ گورنمنٹ آف بلوچستان کے ایجنٹ کے طور پر کام کرے بلکہ قانون کے مطابق بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو قانون کے تحت اپنے معاملات کی ادائیگی کے لیے مختلف معاملات میں گورنمنٹ آف بلوچستان کی منظوری لینا پڑتی ہے۔

75- بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی کی حکومت بلوچستان سے اپنی نمایاں اور آزاد قانونی حیثیت ہے۔ بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی حکومت بلوچستان کے رولز آف بزنس میں شامل محکموں کی فہرست میں شامل محکمے کے طور پر بیان نہیں کی گئی ہے، تاہم بلوچستان ڈیولپمنٹ



اتھارٹی ضمیمہ میں داخل ہونے سے پہلے بے یقینی کا شکار رہی کہ آیا کہ CHEJVA یا اُس کے نتیجے میں کیے جانے والے کسی معاہدے میں حکومت بلوچستان سے آزاد حیثیت سے شامل ہو سکتی ہے۔ بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو صرف اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ذریعے حکومت بلوچستان سے بلوچستان ڈیولپمنٹ قانون 1974 کی دفعہ 4 کے تحت کسی معدنیاتی تلاش کے منصوبے کے لیے ضروری منظوری حاصل کرے اور قانون کی دفعہ 16 اور 17 کے تحت ایک مشترکہ منصوبے کے معاہدے میں شامل ہو جائے۔ CHEJVA کے حوالے سے بعد میں ہونے والے تمام معاہدات / دستاویز میں بھی یہی حیثیت برقرار ہے۔ بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی اور حکومت بلوچستان کے تنظیمی ڈھانچے میں اس بے یقینی کی وجہ سے CHEJVA میں ایک بنیادی بے یقینی اور مشکل آگئی جو کہ صرف اس وجہ سے ہی اس معاہدے کو آغاز سے بے بنیاد بنا دیتا ہے۔ معاملے کی اس طرح سے جانچ پڑتال کے مطابق ضمیمہ اور نو ویشن معاہدہ کی بنیاد کہ بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی حکومت بلوچستان کی ایجنٹ تھی قانون معاہدہ کی دفعہ 20 کے تحت ایک "حقیقی غلطی" بنتی ہے۔

80۔ ہم نے مدعی کے معزز وکیل کی بحث پر بھی توجہ دی کہ CHEJVA کی شرائط غیر موزوں تھی لہذا صرف اسی بنیاد پر ہی اس معاہدے کو آغاز سے بے بنیاد قرار دیا جائے۔ اس لحاظ سے اس بات پر غور کرنی چاہیے کہ CHEJVA کے آرٹیکل 3.1 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ مشترکہ منصوبے کا معاہداتی مقصد تلاش والے علاقے میں معدنیاتی ذخائر کو تلاش کرنا ہے اور موزوں تحقیقات کا انتظام کرنا ہے تاکہ وہاں موجود معدنیاتی ذخائر کے معاشی فوائد کا اندازہ لگایا جاسکے۔ جبکہ CHEJVA کی شرائط آرٹیکل 3.2 میں بیان کیا گیا ہے جس کے تحت BHP پہلی اور دوسری سرگرمیوں کے مرحلوں کی تکمیل کے بعد 75% منافع اور موزوں تحقیقات کے کمیشن کی حقدار ہوگی۔ مشترکہ منصوبے میں 75% منافع جو کہ BHP کو موصول ہونا تھا اس کو آرٹیکل 3.3 میں دوبارہ بیان اور لاگو کیا گیا ہے اور آرٹیکل 3.4 میں اس کا دوبارہ اعادہ کیا گیا ہے۔ BHP کے معزز وکیل نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ BHP یا اس کے قائم مقام کو مذکورہ بالا سرگرمیاں اور عمل کی ذمہ داری اور اُن کی تکمیل کے بعد اپنا حصہ "وصول" کرنا تھا جبکہ حکومت بلوچستان کو 25% حصہ ملنا تھا "دریافت تک کا آزاد منافع" اور پھر CHEJVA کی یہ شرائط قانونی طور پر صحیح اور انصاف کے مطابق تھیں اور پبلک پالیسی کے اصول کے مخالف نہیں ہونی تھی۔ BHP/TCC نے عدالت میں بیان دیتے ہوئے اس بات پر روشنی ڈالی کہ ایک قابل منافع لائسنس / اجازت نامہ اس کے مالک کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ کچھ زمینوں پر اپنی توجہ مرکوز کرے جہاں معدنیاتی ذخائر موجود ہوں۔ معزز وکیل نے وضاحت کی کہ معدنیاتی ذخائر کی تلاش ایک ایسا عمل ہوتا ہے جس میں پہاڑی کان میں چٹانوں (جس میں تجارتی حوالے سے معدنیات موجود ہوں) کو تلاش کیا جاتا ہے جو معدنیاتی ترقی کے لیے بہت محنت طلب، منظم اور پیشہ وارانہ حالت کے حامل ہوتا ہے اور اگرچہ اس میں ترقی کا امکان بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن معدنیاتی ذخائر کی تلاش کی سرگرمی میں اس کا بہت عمل دخل ہے۔

81۔ اب اگر ایک دلائل دے رہا ہوتا، جیسا کہ کنسل برائے BHP نے دیے کہ جب متلاشی ٹھیکیدار، تلاش کرنے کے عمل کے تمام

اخراجات کا ذمہ لیتا ہے تو تھیکیدار لازمی طور پر بڑے حصہ کی ذمہ داری لیتا ہے اور کان کا مالک، کچھ نہ خرچ کر کے بھی کان کی دولت کا مالک ہوتا ہے اور نفع تناسب کی نقصان دہ پوزیشن پر ہوتا ہے۔ بغیر شک و شبہ کے، تمام درج بالا عمل میں مالک اور پٹہ دار منافع نہیں لیتے جب تک سرگرمیاں آخری سٹیج پر پہنچ جائیں یعنی معدنیات کا انتخاب، اسکی صفائی اور بعد میں اس کی مارکیٹنگ۔ لہذا یہ کہنا کہ BDA معاہدے کا آغاز سے ہی 25% سے فائدہ لے رہا ہے یہ درست سمت میں ظاہر نہیں ہوتا۔ BDA کا تناسب فائدہ 25% ہی رہیگا اور BDA صرف اسے منصوبے کی درج بالا سٹیج پر پہنچانے کے بعد اسے لے گا۔ کاروبار کے روزمرہ معمولات کے مطابق، خاص طور پر مجموعی کاروبار میں، فریقین کے حصہ تناسب منافع فریقین کے علیحدہ علیحدہ حصہ سرمایہ جو فریقین نے دیا ہوتا، پر تعین کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس، اگرچہ کونسل برائے BHP متعدد بار بیان کیا GoB کا 25% فائدہ/سود معدنی دریافت تک بیان کیا ہے لیکن معاملہ کی حقیقت یہ ہے کہ CHEJVA کا لین دین 25% میں قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ایسا کرتے ہوئے فاضل کونسل نے CHEJVA کی شق 12.4 کو نظر انداز کیا ہے جو بتاتی ہے کہ معدنی علاقے میں سرگرمیاں اور اپریشن کی لاگت ہمیشہ شامل ہونے والی فریقین فائدہ تناسب سے ادا کریں گی اور بی ڈی اے کو حق ہوگا کہ وہ ایسی ترقیاتی لاگت اور موجودہ پروگرام اور بجٹ میں حصہ نہ ڈالے گی اور بی ایچ پی، بی ڈی اے کی جانب سے ایسی لاگت میں حصہ ڈالے جب تک معدنیات معدنی علاقے سے پیدا نہیں ہوتیں۔

مزید برآں، معدنیات پر اور دیگر معدنی چیزوں پر جو کان کنی علاقے میں پیدا ہوں گی، بی ایچ کو حق ہوگا کہ وہ وصول کرے (i) وہ تمام اخراجات جو بی ایچ اے نے بی ڈی اے کی جانب سے کیے (ii) کمپاؤنڈ سود پر نسیل رقم پر بمعہ 2% سود۔ مزید CHEKA کی شق 12.5 کے تحت بی ڈی اے نے بی ایچ اے کے ساتھ معاہدہ اور عہد کیا ہے کہ وہ بی ڈی اے قرضہ کو حاصل شدہ 50% آمدنی جو معدنی کاروبار، سے واپس کرگی۔ شق 6-12 بی ڈی اے کی جائیداد پر معدنی کاروبار پر بوجھ ڈالتی ہے۔

84۔ مزید برآں CHEJVA آرٹیکل 3.2 بناتا کہ بی ایچ پ کہ وہ مشترکہ کاروبار منافع میں شق 7.2 کے تحت حق دار ہے۔ پیرا گراف الف کے تحت 75 فیصد کا حق دار ہے۔ پیرا گراف الف کے تحت بی ڈی اے کو مطوب کیا جاتا ہے کہ وہ بی ایچ پی کو خدمات اور مددے، جیسا کہ مناسب انتظامی مدد، پٹہ جات، لائسنس کلیم، اجازت نامہ اور دوسرے بڑے اختیارات جو لازمی ہوں مشترکہ کاروبار کی سرگرمیوں کے لئے۔ شق 12.5 کے تحت حاصل شدہ آمدنی مشترکہ کاروبار میں سے 50 فیصد کو مخصوص کرتے ہوئے بی ڈی اے کو قرضہ واپس کرنا پڑے گا۔ CHEJVA کی مندرجہ بالا شقوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بی ڈی اے میزبان کے طور پر مشترکہ کاروبار کی سرگرمیاں کے اخراجات برداشت کرے گا اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ GOB، 25 فیصد نفع کا حق دار دریافت تک جبکہ فاضل کونسل برائے بی ایچ پی نے کہا۔ کونسل برائے بی ایچ پی نے یہ کہا کہ بی ڈی اے کا 25 فیصد کا سعود، سعود سے پاک ہے۔ بالا اخراجات اور امداد کو کبھی نمایاں نہیں کیا۔ یہ ثابت ہو گیا کہ CHEJVA نے ناکافی لین دین میں داخل ہوا جسے بی ڈی اے کے تناسب نفع۔

85۔ جیسا اوپر بیان کیا کہ ضمیمہ GOB کا اصل کردار CHEJVA میں مطلب ظاہر کرتا ہے اور بی ڈی اے کو GOB کی ایجنسی

تصدیق کرتا ہے ایسی چیز جو CHEJVA میں نہیں ہے۔ اس کی منشاء ظاہر کرتا ہے کہ CHEJVA سے ماضی سے تبدیلیاں وہ بھی شرائط کی تشریح کی نام پر جو کہ اصل معاہدہ میں نہ تھیں۔ درستگی دینے کا پہلا بڑا عنصر یہ تصدیق دینا ہے کہ ایجنٹ کو حقیقت میں اختیار سے زیادہ کام کر رہا تھا اور مالک کا ایجنٹ نہ تھا۔ شرائط میں ایک تضاد تھا کیونکہ یہ بہت چیزوں کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس وضاحت کی روشنی میں یہ تصدیق کرنا تھا۔ جو بی ڈی اے نے اپنی جدا حیثیت میں کام کیے اور جو ہو رہا تھا GOB کے ایجنٹ کے طور پر۔ یہ پہلے ہی ثابت ہو چکا ہے مالک اور ایجنٹ کے درمیان کوئی تعلق نہیں تو تصدیق و درستگی کا سوال نہیں اٹھے گا اور درستگی جو ضمیمہ میں دی گئی ہے وہ ایک بے کار مشق تھی قانون میں منظوری کا ثابت عنصر یہ ہے کہ منظور شدہ ایجنٹ اپنے منظور شدہ مالک کے نام پر کام کرتے رہے گا۔ ہمیشہ خود کو ایک قانون اطاعت والا ایجنٹ پیش کرتا رہے۔ (ثناء اللہ بنام محمد رفیق (2003 CLC 138) موجودہ کیس میں بی ڈی اے نے کبھی GOB کا بطور ایجنٹ کام نہیں کیا۔ بلکہ وہ یقیناً کام اور معاملات CHEJVA کے متعلق بطور مشترکہ کاروبار حصہ دار کرتا تھا۔ مثال کے طور پر رعایت لینے کا معاملہ۔ بی ڈی اے نے کبھی خود کو GOB کا ایجنٹ پیش نہیں کیا۔ بلکہ اس نے معاملات کو جدا حیثیت میں ادا کیا اور GOB محکموں میں پیروی کی بطور مشترکہ کاروبار حصہ دار۔ یہ طے شدہ ہے کہ وہ اعمال جو ایک شخص اپنے نام اور جدا قانونی حیثیت میں کرتا ہے ان کی بعد میں دوسرے شخص سے منظوری نہیں ہوتی۔ دیکھو (محمد زکریا بنام بشیر احمد (2001 CLC 595) اور (امپیریل بینک آف کنیڈا بنام میری وکٹوریہ بیگلے (193 PC 1936 AIR مزید یہ کہ موجودہ کیس میں تمام اوقات میں بی ڈی اے کے تمام اعمال سے GOB آگاہ تھا۔ جو بی ڈی اے نے اپنے اختیار سے کئے۔ منظوری کا اصول جو کنٹریکٹ ایکٹ کی دفعہ 196 میں درج ہے لاگو نہیں ہوتا۔ لہذا درستگی کی منظوری جو ضمیمہ میں کی گئی ہے اس کا کوئی حیثیت (نتیجہ) نہیں ہے۔

86۔ TCC کے فاضل وکیل نے بتایا کہ CHEJVA اور BMCR 1970 میں نرمی کے خلاف لگائے گئے الزامات BHP کے برخلاف تھے نہ کہ TCC کے جو کہ اس وقت موجود ہی نہیں تھی جس وقت رولز میں نرمی مورخہ 20-1-94 کو لائی گئی۔ اور کسی بھی صورت میں CHEJVA کا غیر قانونی ہونا نئے معاہدے مورخہ 2006-4-1 پر اثر انداز نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ ہے MBR کے تحت قائم ہوا اور اس کا CHEJVA کے قانونی ہونے سے کوئی تعلق نہ ہے۔ اس نے مزید بتایا کہ TCC کے قانونی حقوق نئے معاہدے سے نکلتے ہیں جس کے تحت BHP بغیر کسی حق اور فرض کے منظر سے مکمل طور پر غائب ہو جاتی ہے۔ اس نے کہا CHEJVA غیر قانونی بھی تھا نیا معاہدہ ٹھیک طور پر دستخط کیا گیا اور فریقین صرف اس کے شرائط کے پابند ہیں نہ کہ CHEJVA یا کسی دوسرے معاہدے کے جو کہ اس سے قبل دستخط ہوئے۔ نئے معاہدے پر EL-5 کے حوالگی کے بعد دراصل GOB نے عمل درآمد کیا جس کے نتیجے میں TCC نے دریافت کر لی۔ فریقین جو کہ پہلے معاہدے CHEJVA کے برخلاف نیا معاہدہ کر چکی ہے جو کہ بعد میں تبدیل کیا گیا ہے تاکہ اس کے فریقین با شرائط یا دونوں میں تبدیلی لائی جائے اور فیصلہ کرے کہ آیا پہلے کا اصل معاہدہ قانونی طور پر درست اور متعلقہ ہے یا کہ یہ قانونی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ ان کے مطابق معاہدے کے باطل ہونے سے اس کا وجود ختم نہیں ہوتا لیکن ایسی صورت میں یہ قابل عمل نہیں ہوتی اور BHP اس کے تحت BDA نے خلاف دعویداری کر سکتی ہے۔ اس نے

وضاحت کی کہ معاہدے کی تجدید سے حق یا فرض کی منتقلی نہیں ہوتی بلکہ اصل معاہدے کی بالکل تینینج ہو جاتی ہے۔

87۔ کنٹرکٹ ایکٹ 1872 کا دفعہ 62 معاہدہ کے تجدید، تینینج اور تبدیلی سے متعلق ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ اگر معاہدے فریقین کسی معاہدے کو نئے معاہدے سے بدلتے یا اسکی تینینج یا تبدیلی پر آمادہ ہو جائیں اس صورت میں اصل معاہدے پر عمل درآمد کرنا ضروری نہیں ہوتا۔

اتحادی معاہدے کے تحت EL-5 اور دیگر تمام وہ حقوق تھے جن کی بقاء کا انحصار CHEJVA کے موجودگی پر تھا۔ صحیح تجدیدی معاہدے کے قیام کے لئے اصل معاہدہ کا درست ہونا لازمی شرط ہے۔ جب کوئی معاہدہ باطل ہو تو بعد کی تمام تبدیلیاں اور تجدید جو کہ اسی معاہدے پر مبنی ہوں وہ بھی غیر قانونی ہوتی ہیں۔ جب ایک معاہدہ قانون کے ایک مخصوص دفعہ میں ممانعت کی وجہ سے غیر قانونی ہو ایسا معاہدہ نافذ العمل نہیں ہو سکتا اگرچہ اس کے فریقین بعد میں ایسے غیر قانونی غرض پر تجدیدی معاہدہ بھی کر لیں۔ دیکھیں حاجی حبیب بنام بھکچند جتکلیال شاپ (AIR 1954 Nag) مزید براں بات کا غیر قانونی معاہدہ یا پہلے والا غیر قانونی معاہدہ یا وجود تجدید غیر قانونی ہی رہیں گے اور ایک عدالت اس طرح کے غیر قانونی معاہدوں کی بنیاد پر قائم دعویداروں میں کسی بھی فریق کو کوئی شنوائی نہیں دیں گے۔

دیکھیں حسین کا سم دادا بنام وی سی ایسوسی ایشن (AIR 1954 Mad 528) اور پیڈی ویریا بنام دیپالوڈی سباراؤ (AIR 1959 Andh Pra 647) مزید براں رتن لال ولد پنالاجی بنام فرم منجی لال ماتھورالال (AIR 1963 MP 323) میں قرار دیا گیا ہے کہ ایک مکمل طور پر صاف اور قانونی معاہدہ جو کہ ایک بعد کے غیر قانونی یا غیر اخلاقی معاہدے سے نکل رہی ہو یا کوئی قانونی معاہدہ جسکی بنیاد پہلے سے غیر قانونی یا غیر اخلاقی معاہدہ پر مبنی ہو قطع نظر اس کے، کہ فریقین نے اسکی تجدید بھی کی ہو عدالت کو ایسا معاہدہ پر عمل درآمد نہیں کروانا چاہئے۔

اور اگر بعد از تجدید نیا معاہدہ پہلے کے غیر قانونی معاہدہ یا پہلے والا کو کنٹرل معاہدہ میں براہ راست تعلق ہو تو تجدید معاہدے کی حیثیت اسی طرح غیر قانونی یا غیر اخلاقی جاری رہی گی اور عدالت کنٹرکٹ ایکٹ کے دفعہ 23 کے تحت اسکو قابل عمل بنانے سے انکاری رہی گی۔ مزید قرار دیا گیا کہ غیر قانونی معاہدہ جس میں دونوں فریق کے شامل جرم ہونے کی وجہ سے عدالت کسی بھی فریق کی غیر قانونی معاہدہ یا تجدید شدہ قانونی معاہدہ جس کی بنیاد پہلے سے غیر قانونی معاہدہ پر ہو کسی بھی فریق کی معاونت سے انکار کریگی۔ CHEJVA کے مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر باطل ہونے کے سبب اس پر کھڑی تمام عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں ان کیسیز کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ یوسف علی بنام محمد اسلم ضیاء (PLD 1958 SC 104) اشرفی پرائیویٹ لمیٹڈ بنام

عبدالمجید بوام، (1991 MLD1101) نذیر احمد بنام محمد سلیم، (2002 YLR 1531) طالب حسین بنام ممبر بورڈ آف ریونیو، (2003 SCMR 549) اور مولانا عطاء الرحمن بنام الحاج سردار عمر فاروق (PLD 2008SC 663)۔

88۔ جیسا کہ یہاں بتایا گیا، اگر گورنمنٹ آف بلوچستان ایک معاہدے میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا تھا، اس معاہدے کی تعمیل اس سے متعلقہ محکمے کے ذریعے کی جائے گی اور گورنمنٹ آف بلوچستان قانونی کاروبار کی شق 7 کے مطابق متعلقہ محکمے کی سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری وغیرہ کی طرف سے دستخط کیا جائے گا اور نہیں بذریعہ DBA، جو الگ وجود کے ساتھ ایک قانونی کارپوریشن ہے اور صوبائی حکومت کے متعلقہ محکمے کے قانون سے ظاہر الگ ہے لہذا CHEJVA کے عمل کے وقت یا اس کے بعد کسی بھی وقت اور گورنمنٹ آف بلوچستان صحیح طور پر BDA تقرر نہیں کر سکتی ہے یا اس کا چیئرمین گورنمنٹ آف بلوچستان کے ایجنٹ کے طور پر کام کر سکتا ہے۔ اس لئے BHP کے لئے فاضل وکیل کی طرف سے ضمیمہ میں کی جانے والے نام نہاد اثبات یا توثیق پر اعتماد کرنا جائز نہیں تھا۔ اس مسئلے کی کچھ تفصیل کے ساتھ جانچ پڑتال کرتے ہوئے ہمیں معلوم ہوا کہ گورنمنٹ آف بلوچستان CHEJAV میں ایک پارٹی نہیں تھی، اس وجہ سے گورنمنٹ آف بلوچستان کسی بھی کمپنی کے ساتھ معاہدے میں داخل یا CHEJAV میں آئندہ کے لئے اس نوعیت کے لائسنس یا ضمیمہ کے لئے نہیں کہہ سکتا تھا۔ لہذا یہ طے ہوا کہ CHEJVA غیر یقینی صورت حال سے دوچار ہے تاکہ ابتداء میں معاہدہ پارٹیز کے طور پر گورنمنٹ آف بلوچستان کے لئے اپنے فاضل وکیل کی طرف سے آئیں۔

92۔ کان کنی کے لائسنس کی اجراء سے متعلق BMR 2002 کے رولز نمبر 10 اور 47 کے تحت بذریعہ لیز درخواست فارم "F" مورخہ 08-02-2011 کو حکومت بلوچستان کے سامنے TCC باضابطہ طور پر دائر کیا گیا، جس میں 99 سکوائر کلومیٹر بشمول 14 تانبے اور سونے کے ذخائر پر دعویٰ داخل کیا گیا ہے لیکن اس دعویٰ پر حکام / گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے کوئی آرڈر جاری نہیں کیا گیا کیونکہ موجودہ پیٹیشنس عدالت میں زیر التوا تھیں اور 03-02-2011 کا حکم امتناعی موجود تھا۔ TCC نے کورٹ کے سامنے اس بات پر زور دیا کہ اپنی درخواست برائے اجراء کان کنی لائسنس دیئے جانے کے بعد اس کو یہ استحقاق حاصل تھا کہ وہ گورنمنٹ آف بلوچستان سے فیصلہ لے جبکہ گورنمنٹ آف بلوچستان اس بات پر اصرار کر رہی تھی کہ فزیبلٹی سٹڈی کی تفصیلی سیکروٹنی گورنمنٹ آف بلوچستان کا استحقاق تھا اور وہ بھی BMR 2002 کے تحت TCC's کے درخواست پر فیصلہ کرنے کی مجاز تھی۔

94۔ مذکورہ بالا آرڈر جاری کئے جانے کے بعد گورنمنٹ آف بلوچستان نے فزیبلٹی رپورٹ اور متعلقہ قوانین اور ضوابط کی روشنی میں TCC کی درخواست پر غور کیا۔

97۔ BMR 2002 کے تحت کان کنی کی کمیٹی نے اپنے اجلاس مورخہ 14-11-2011 کو کان کنی کے لائسنس کے اجراء کی

درخواست کو مسترد کر دیا اور چھٹی مورخہ 15-11-2011 کے ذریعے اس فیصلے سے TCC کو مطلع کر دیا گیا۔ TCC نے سیکرٹری محکمہ مائنز اینڈ منرلز گورنمنٹ آف بلوچستان کے سامنے اس فیصلہ کو ایک انتظامی اپیل کے ذریعے چیلنج کر دیا جس کی اجازت BMR 2002 میں موجود ہے اور یہ اپیل بھی مسترد کر دی گئی۔ تاہم TCC نے یہ دونوں حکم نامے عدالت عالیہ بلوچستان کے سامنے آئین کے آرٹیکل 199 کے تحت چیلنج نہ کیا جس کی بنا پر پہلے والے فیصلے حتمی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔

116۔ ہم نے معزز کونسل کے دلائل کو توجہ سے سنا ہے۔ Constitution Petitions موجودہ مقدمے کے درخواست کنندگان نے جمع کرائی تھیں اور اس عدالت نے وسیع عوامی مفاد کو مد نظر رکھ کر داخل کیں، موجودہ مقدمے کے مخصوص حقائق اور حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جہاں اس حقیقت کے باوجود کہ CHEJVA کی تعمیل و تکمیل میں سنگین غیر قانونی بے قاعدہ گیاں ہوئیں ہیں مگر بلوچستان کی حکومت بلوچستان ہائی کورٹ میں دستور کے آرٹیکل 199 کے تحت Petitions کا دفاع نہیں کر سکی اور نہ ہی بلوچستان کی عوام کے مفاد کا دفاع کر سکی۔ درخواست کنندگان بجا طور پر پریشان تھے کہ اس عدالت میں داخل کی گئی Petition جو بلوچستان ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف ہے اس کا بھی وہی حال نہ ہو دستور کے آرٹیکل (3) 184 کے تحت یہ Petition عوامی اہمیت کے حوالے سے سوالات اٹھاتی ہیں جو بنیادی حقوق سے متعلق ہیں۔ گورنمنٹ آف بلوچستان کے نمائندگان نے بجا طور پر دلائل دیئے کہ گورنمنٹ آف بلوچستان کا اپنے عومے سے کچھ ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ قانون پارٹیز کو اپنی پوزیشن میں تبدیلی کی اجازت دیتا ہے اگر مقدمے کے اندراج میں مزید پیش رفت ہو یا نئے حقائق سامنے آئیں۔ اس حوالے سے جو پیش رفت ہیں ان میں ڈاکٹر ثمر مبارک مند کے دسمبر 2010 میں ECNEC کے تحت پروجیکٹ کی منظوری شامل ہے۔ نتیجہ تین CMA 252/2011 داخل کی گئی جس میں اس عدالت کو اس نئی پیش رفت کی متعلق آگاہ کیا گیا اور فیصلے کو معیار کے مطابق کرنے کی استدعا کی گئی۔ چنانچہ TCC کے نمائندہ وکلاء کی جانب سے اٹھائے گئے اعتراض میں کوئی وقعت نہیں۔ 08.02.2011 کو اس عدالت کی طرف سے CHEJVA کا تمام ریکارڈ پیش کرنے کا حکم ہوا۔ متعلقہ ریکارڈ حاصل کیا گیا اور کئی درخواستوں کے ذریعے داخل کیا گیا۔ جس سے کرپشن اور بے قاعدہ گیاں کی حیران کن انکشاف ہوا۔ حکومت نے ان کا جائزہ لیا اور ان امور کا دفاع نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس عدالت میں داخل ریکارڈ کے سلسلے میں بھرپور معاونت کا فیصلہ کیا۔ مزید اس عدالت نے ہمیشہ قانونی اداروں کو قانون کے تحت کام کرنے پر زور دیا ہے۔ اس سلسلے میں Reported کیسز کا ریفرنس درج ہے۔

،(PLD 1985 SC 345) Gulam Bibi Vs Sarsa Khan

،(PLD 1995 SC 530) Zahid Akhtar Vs Government of Punjab"

"(2008 SCMR 105) Iqbal Hussain Vs Province of Sindh"

"(PLD 2010 SC 759) Human Rights Cases No. 4668/2006,

111/2007, 15283-4/2010

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ دستور کے آرٹیکل (3) 184 کے تحت اس عدالت کو وسیع اختیارات ہیں کہ وہ ریاست کے باقی ادارے جیسے مقننہ اور انتظامی اداروں کے معاملات کی نگرانی کرے۔ trichotomy آف پاورز کے اصول کے مطابق بھی یہ بات طے شدہ ہے کہ عدلیہ قانون کی تشریح اور نفاذ میں اہم کردار ادا کرتی ہے، نیز حکومت کے مابین جھگڑوں کو نبھانے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے یا پھر جو ریاست اور اس کے شہریوں یا شہریوں اور ریاست کے مابین ہوں۔ عدلیہ کو بنیادی حقوق کے نفاذ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے جس کے لئے ایک آزاد اور موثر عدالتی انتظامیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ اُن تمام اقدامات کا تدارک کیا جاسکے جو بنیادی حقوق میں خلل ڈالتے ہوں اور معاشرے میں قانون کی حکمرانی ہو۔ ریاستی اداروں دستور کے قائم کردہ اصولوں سے انحراف دستور کے اوپر بھاری اوزار ہے اور یہ مختلف حیثیتوں میں قابل اعتراض ہے جس میں بدینتی اور کسی مخصوص مقصد یا بڑے مقاصد کے لئے اختیارات سے تجاوز میں شامل ہے

117. جہاں تک میونسپل عدالتوں کا حکومت کے کسی اقدام کو غلط قرار دینے کی طاقت اور اختیار کا تعلق ہے جس جگہ یہ ثابت ہو جائے کہ فیصلہ کن اتھارٹی نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے، قانونی سقم کی وجہ سے غلطی کی ہے یا فطری انصاف کے اصولوں کو پامال کیا ہے اور ایسے فیصلے پر پہنچے ہیں جس پر کوئی مناسب فورم نہ پہنچ سکے یا اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا ہے، عام طور پر Bhanu Constructions Company v. A.P State Electricity Board [1997(6) ALT 328]... کے مقدمے کا حوالہ دیا جاتا ہے اس طرح یہ واضح ہے کہ اس عدالت کا دائرہ اختیار ہے کہ CHEJVA کی درستی بشمول عدم شفافیت، قانون / قواعد کی خلاف ورزی، عوام الناس وغیرہ کے بنیادی حقوق کی تخفیف کے بارے میں مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر فیصلہ کرے۔

122. اس عدالت کے جاری کردہ مختصر حکم کی معاونت کے لیے مندرجہ بالا وجوہات ہیں جس کے تحت عنوان بالا CPLA کو اپیل میں تبدیل کیا گیا تھا اور اپیل کے ساتھ آئین کے آرٹیکل (3) 184 کے تحت آئینی درخواستوں کو لاگت کے ساتھ منظور کیا گیا تھا اور متفرق درخواستوں کو بھی نمٹا دیا گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں چاغی ہلز ایکسپلوریشن جائنٹ وینچر معاہدہ مورخہ 23.07.1993 کے بارے میں قرار دیا گیا کہ یہ Mineral Development Act 1948, the Mining Concession Rules, 1970 جو کہ Contract Act, 1872 اور Transfer of Property Act, 1882 کے تحت بنے ان کی شکوک کی خلاف ورزی سے تحریر کیا گیا تھا۔ جو کہ بصورت دیگر جائز نہ تھا۔ اس لیے اُسے غیر قانونی، کالعدم اور جاری نہ رکھنے کے قابل قرار دیا گیا۔ مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں Addendum No.1 مورخہ 04.03.2000, Option Agreement مورخہ 28.04.2000، اور Alliance Agreement مورخہ 03.04.2002 اور Novation Agreement مورخہ 01.04.2006 جو کہ CHEJVA کی بناء پر جاری ہوئے غیر قانونی اور کالعدم قرار دیئے گئے تھے۔ یہ مزید قرار دیا گیا کہ اُن

دستاویزات کی بناء پر BHP، MINCOR، TCC، TCCP، Antofagasta یا Barrick Gold میں درج شدہ معاملات کے بارے میں کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔ آخر میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ EL-5 کو تلاش کے مساوی قوانین اور ضوابط کی خلاف ورزی قرار دیا گیا کیونکہ TCCP کا دعویٰ CHEJVA کی بنیاد پر تھا جن دستاویز کو بذات خود ناقابل عمل قرار دیا جا چکا ہے۔ اس لیے تلاش سے پہلے اس پر یہ لازم ہے کہ اس کی قانونی حیثیت کی تصحیح کروائی جاتی۔

-----



































